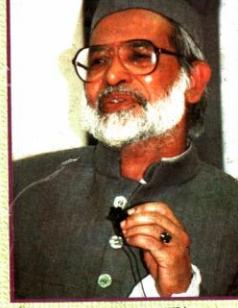


مذکوٰت
پھول

حامل امروہی



حامد امر و ہوی

”اپنے دل میں حرم نعمت و رحمت کی طرح حامل امروہی کی نعت کوئی میں بھی دوشاوند طبق ان
میں ہے جو اسلامی انتہی فی ذمہ دار کمال عنی کی جانب پہنچ پہنچہ کلیت اور حاشا تورنگ و
آنکہ جو محنت کی پڑھائی سے پیدا ہوتا ہے“ ہررو فیسٹر نثار احمد فاروقی
”حامد امر و ہوی کی نعمت ازوہ بدی سے خلاص اور زیر عقیبت ہیں جن میں افساد خود پر، مگی کی
کیفیت اکثر غایبان ہیں۔ ایسا لالہ ہے کہ یہ نعمت دل کی گمراہی سے گل کر دینے قرطاس پر
چھوڑ دی جوئی ہے۔“ عالمجناب حواجہ ریاض الدین عطشان

”خداور کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی تحدیدت کا انعام ارانی کی انتہی شامروہی میں اس عزت سے
ہوتا ہے کہ ہر قلب کے دل پر اس کا تاثر قائم رہتا ہے۔ دل کی گمراہی سے ایسے والے چندات کی
کیفیت ہے اور ہر شہر آمد کا نوت ہے“ فخر غزل حضرت شیعیم ہے پوری

”حامد کی نعت کی نسبت سے ایک بات واقع سے کہ جا کر کے کہ ان کی نعت بننے کا بے حد
غلوت بیٹھا ہاتے سماں ہوں نے اُن صرف ”مزاعِ نعت کوئی“ بھی نہیں کی نعت ان کے مراج
کا ایک حصہ ہی نہیں بلکہ ان کے راستے پر میں سرایت لے ہوئے ہے“

جناب سر فراز عثمانی
”حامد امروہی کا کام ہے سماں تکی، پہنچوں کی گمراہی، احسان کی تیزی، خوب صورت الفاظ اور
ترکیب کے استعمال اور فی جنگی کی وجہ سے بے نظر ہے“
پاکستان جرنل، لاس اینجلس، امریکہ



Zeb Jali

اسماء الله الحسنى



شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

مِدْرَشَةُ كُجُوبٍ

حَامِدُ الْمَرْوُهُيُّ

© جعلہ حنفی بھی رفعتی عظیما

کوائف

مصنف کاتع ارف

نام	حامدین مرتضی
تلقیں	حامد امروہی
تالیق پیدائش	۲۰ جولائی ۱۹۳۴ء
تلمذ	حضرت کوثر القادری
و	
والدِ حضرت روف امروہی	
ارادت: حضرت الحاج سید قریان سن شاہ	
حضرت ملارضا حسین صاحب	
حضرت روف امروہی	

نام کتاب: مدحت کے پھول
 مصنف: حامدین مرتضی - حامد امروہی
 سنا: اشاعت: ۱۴۱۵/۶/۱۹۹۵
 اشاعت ثانی: ۱۴۲۱/۶/۲۰۰۱
 تعداد: ایک ہزار
 کتابت: سراج روپوری
 طبعات: اسلامیک بک فاؤنڈیشن، دہلی
 قیمت: ۴۰ روپیہ
 ۸/۴ دلار

صلیٰ کا پتا

ہندوستان میں: اسلامیک فاؤنڈیشن، دہلی ۱۱۰۰۰۲

ISLAMIC BOOK FOUNDATION
1781, HAUZ SAIWALAN
NEW DELHI 110002

امریکہ میں:

HAMID M. HUSAIN
1555 AMY AVENUE
GLENDALE HEIGHTS
IL 60139 USA
Telephone: (630)858-8058

النَّسَابِ

میں اپنے اس مجموعہ کلام
”مدحت کے پھول“
کو

مرشدِ کامل الحاج سید قربان حسن شاہ

اور

عاشقِ رسول مہمان سرکار مدینہ
والد محترم حضرت الحاج روف امروہوی

کی
اردوی مبارک کی نذر کرتا ہوں

ناک پائے قربان و روف
حامد امروہوی

فہرست

شہزاد کام مقام اپنی جگہ ہے	57	پیش گفتار
باغِ جنت سے جیس کیوں نہ ہو چاہیرا	54	حاتم امروہی کی نعت گوئی
تھکیلِ عاشقی ہے بودرد بھگڑے	59	تقریظ
حشر میں پچاہیں گے دامنِ شفاعت میں	42	نعت کدہ حامد
جس کے روے روشن کا ہر طرف آجائا ہے	43	مدحت کے پھول
نگاہِ بیاس جب ان کی طرفِ اٹھی ہو گی	44	پکھ اپنے بارے میں
یہ مانا مشکلوں کا سامنا تو گام گام آیا	49	حیر باری تعالیٰ
جس میں مرے آقا کی مجبت نہیں ہو گی	71	سلام بعفو رسور کوئینا
باعثِ عالمِ امکاں ہیں رسول عربی	72	قطعاً
میری کشی بخوبیں آئی ہے	73	بہاں والو مبارک شاودہ تشریف لاتے ہیں
تھیں وہ سوے جنتِ آنکھ بھر دیکھنے والے	74	و
وہی بہماں کے لیے بیں وہی دہماں کے لیے	75	
جبیں حقِ زشہنشاہ دوسرا ہو کر	78	
دلِ تھیں سے ہے رات تم سے ہے	79	
در اندرس پر میرا سر جھکا ہے	81	
زندہِ عشق سے سرشارِ غلام ان کا ہے	83	
اپ خیرِ الاسم ہیں آقا	85	
آسر کوئی نہیں ہے تری گی رحمت کے سوا	84	
نہیں ہے کسی کی بجوہ سے باتِ ان کی	89	

۱۲۸	اپنے آپ میں انتہا آپ میں
۱۲۹	اوائیں در پ جو پل کے صدایتے ہیں
۱۳۰	یہ مکاں آپ کا لامکاں آپ کا
۱۳۱	ہم اپنے جذبے کامل سے اتنا کام لیتے ہیں
۱۳۲	رکھتا ہوں آس رحمت پر درگار کی
۱۳۴	مدحت سرایے احمد خنایا ہو گئے
۱۳۹	جب تصور کریا وہ ہیں ہمارے سامنے
۱۴۰	سرکار آپ جیسا کوئی ہم بانہیں
۱۴۲	اُن کا کرم شریک رہا نہیں کے ساتھ
۱۴۴	قستے چھپڑو اُن کی گلی کے
۱۴۵	اے کاشی خشم شوق کو ایسا دھکائی دے
۱۵۲	ثانی مرے سرکار کا دیکھا نہیں کوئی
۱۵۷	سرورِ انبیاء ہوتم، تم سے سوا نہیں کوئی
۱۵۸	جس کو ہو کچھ ملا جو ط
۱۶۰	پاس کے جلوے دور کے جلوے
۱۶۱	اے دل ہو غلامِ شریخ لاک نہیں ہے
۱۶۲	بینہیں کہتا کرم ایسا کرو دیسا کرو
۱۶۳	طیبہ میں حاجیوں کو نثارے نصیب ہیں
۱۶۴	اُس شمعِ رسالت کے پروانے ہزاروں ہیں

۹۱	جنہیں عشق ہمارا بھی بھر پور نہیں
۹۲	بودل میں یادیں تو کچھ بھی نہیں
۹۴	درد و غم کی دوچاہیتے مجھے
۹۶	شاہ ہر دوسرا مل گئے
۹۹	دل وہ کیا دل جو تریے درد کا خواہ نہ ہوا
۱۰۱	الثیرنے یوں دُمٹے پہ بھایا شبِ مرحاج
۱۰۳	عرشِ اعلم کو پلے شناومم آج کی رات
۱۰۵	آج خطرے میں ہے ایمان مدینے والے
۱۰۶	نبال پر شکوہ رخ و ام لیا نہیں کرتے
۱۰۷	مرے گلستانِ خیال میں بنداحیں سے بھار ہے
۱۰۹	کتنا جبوب وہ دن اور جمیں ہو گا
۱۱۱	حق نے جس حسن سے دنیا کو سوارا ہو گا
۱۱۳	جاہیں گے جائیں گے سرکار میں پھر رہو گا
۱۱۵	کب کہا کس سے کہا میں نے کہ جنت چاہئے
۱۱۷	دل درد معاشری کی دوا مانگ رہا ہے
۱۱۹	حضرت یومیرے دل ہے یارب وہ برائے
۱۲۱	ہم کہاں جرأتِ اٹھارا پر شرماۓ ہیں
۱۲۳	تم سا جیسیں ہے نہ کوئی تم سا جیسیں ہو
۱۲۵	نجی کی اُنفت سے ہو جو خالی وہ موت ہے زندگی نہیں ہے
۱۲۶	ج

١٩٥	سیدنا حضرت زین العابدینؑ
١٩٤	سیدنا امام مہدیؑ
١٩٨	سیدنا حضرت شیخ عبدالقدیر جيلانيؑ قدر سرہ
٢٠٠	مرشدی حضرت الحاج سید قربان حسن شاہ قدس سرہ
٢٠٢	مرشدی حضرت الحاج سید قربان حسن شاہ قدس سرہ
گوئشہ غزل:	
٢٠٥	پرشیع کی تھی حاجت نسولات کی تھی
٢٠٤	اپ کے نازِ محنت میں مزانتا ہے
٢٠٤	اُن کا اندازِ حوالک پر عطا ہوتا ہے
٢٠٩	جو کوئی کشته تسلیم و رضا ہوتا ہے
٢١١	ویرکوں قلب پر شال کب آئے گا
٢١٣	انھیں خود اُن کی ادا بھائی تو کیا ہو گا
٢١٧	ہماری طرح وفا کے تم تھی فریب کھاؤ تو ہم بھی جانیں
٢١٥	اپیل

۱۶۴	اُن سے میں اُن کے ڈالروں کا آثار اماگوں
۱۴۹	ہم سے پوچھو باغِ جنت کیسا لگتا ہے
۱۶۱	جب اپنا گناہوں سے بُرا حال لگے ہے
۱۴۳	فردویں برس مانا کر فردوس بریں ہے
۱۶۵	اسے گنگا روکرو حیر مندازی بات
۱۶۶	مناظرِ مدینے کے چودیکھا آئے
۱۲۸	حضرت وارساں کے برآنے کا موسم آگیا
۱۸۰	ہم پر سکھلا باب کرم اب کے برس بھی
۱۸۲	بے چوش پر دیریاے عطاء عید کادن ہے
گوئشہ منقبت:	
۱۸۵	سیدنا حضرت صدیق اکبرؑ
۱۸۴	سیدنا حضرت عفار و قمؑ
۱۸۷	سیدنا حضرت عثمان عزیزؑ
۱۸۸	سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہؑ
۱۸۹	ابلی بیت اطہارؑ
۱۹۰	سیدۃ النساء فاطمۃ الزمراءؑ
۱۹۱	سیدہ زینبؑ
۱۹۲	سلام در منقبت سیدنا حضرت حسینؑ
۱۹۳	سلام در منقبت سیدنا حضرت حسینؑ

پیش گفتار

پروفیسر نثار الحمد فاروقی

مجموعہ شائع ہوئے جو انھوں نے قدر انہوں میں بلا قیمت تقسیم کر دیئے ان پر اللہ کا فضل و کرم یہ بھی ہوا کہ ان کی اولاد ما شمار اللہ ان کے نقش قدم پر اکٹی وہ محفل نعمت آج بھی اسی التزام سے ہو رہی ہے۔ ان کے فرزندوں اکبر جناب مرزا احمد حسین سیفی، دوسرے فرزند جناب مرزا حامد حسین حامد امروہی تیسرا بیٹہ جناب مرزا سید حسین سادا امروہی ہوئی، سیفی صاحب کے فرزند زیر اکبر سیفی، حامد صاحب کی بنیم مختصر امروہی سب شعروں کا سستھرا ذوق رکھتے ہیں۔ لغت و منقبت لکھتے ہیں اور پڑا شریحان کے ساتھ پڑھتے ہیں سیفی امروہی اور سادا امروہی کا ایک ایک محظوظی شائع ہو چکا ہے۔ اب حامد امروہی نے بھی اشاعت کلام کی طرف اتفاق کیا ہے۔ ایسا بہت نادر ہوتا ہے کہ کسی خاندان میں کسی فن کی روایت کی نسلوں تک رہتے۔ عربی کے شاعر زیمرین ابی شبلی کے یہ کہا جاتا ہے کہ لاس کا باب بھی شاعر تھا، وہ خود شاعر تھا اور آن کا مالوں بھی شکر کہتا تھا۔ دلوں بینیں سلی اور انھیں شاعرات تھیں۔ دلوں بینے کعب بن زیمر اور زیمر بن زیمر شاعر تھے۔ یہ فہرنس اور بھی طوبیل ہے۔ ادویں اس کی مثال میرضا حک کا خاندان ہے جس میں میر سکن میر غلبیق، میر ایمیں، میر انس میر مونس وغیرہ ہوئے۔ حضرت روف کے خاندان کو بھی یہ امتیاز حاصل ہے نعمت گوئی ادب اسلامی کا نمایاں وصف ہے۔ جن زبانوں سے مسلمانوں کا سایہ گزشتہ تقریباً ڈیڑھ تاریخی رسولوں میں رہا ہے ان سب میں نعمت بیوی کا ذخیرہ موجود ہے خصوصاً عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں

حضرت حافظ عبدالرؤف امروہی خاصاً خدا بیں سے تک امروہیں ان کی ذات با برکات اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ پتوں کی طرح مخصوص زندگی، صاف ستمرا کردار، وضع داری اور انکسار درد من دری، دل نوازی، سادگی اور بے ریائی ان کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ ان سب خوبیوں کو آپ و ننگ دیا تھا مجتبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا ایک اثر یہ تھا کہ نشر سال بی اس سے بھی زیادہ مدحت تک ان کے مکان پر نماز جمع کے بعد عصر کے وقت تک نعمت خوانی کا جلسہ ہوتا تھا جس میں کسی بھی حال میں کبھی ایک ناغذ بھی نہیں ہوا اور اس جلسے کی وجہ سے حضرت روف نے کبھی امروہی سے باہر جانے کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ اس مبارک محفلی میں سیکڑوں نعمت خواں کیف و انبساط کی دولت مٹا کر جلے گئے۔ ایک کے بعد دوسرا نسل آئی رہی، ان مجلسوں کا دجد ایک مرشد ریحکھ اور تجوہ کرنے سے متعلق رکھتا تھا۔ حضرت روف خود بھی شاعر تھے اور آن کا کلام آن کی زندگی اور شخصیت کی منحبوں تقویٰ تقویٰ تھا۔ انھوں نے غربیوں تو برائے نام ای کہیں اساري عمر نعمت و منقبت ہی لکھتے رہے اور ان پر مشکل کئی

شہزادے نے ہر دو بیس طبع آننما کی ہے۔ ابتدائی دو بیس تلی قطب شاہ، وہی کہنی اور سراج اور نگاہ آبادی وغیرہ کے کلام میں اس کی مشابیں مل جاتی ہیں تو عہد متواتر میں سووا، میر، درد، مصطفیٰ پھر مومن، ذوق، غائب، کرامت ملی شہیدی، غلام امام شہید، کنایت ملی کاتقی مراد آبادی، امیر بینائی، حسن کا کور وی، بیہم وارثی، بے نظر شاہ، مولانا حاجی، اقبال، اشکانی، ظفر علی گان حفظ بالند حضری، ماہر القادری، اقبال سہیل، امجد حیدر آبادی، عنزیز لکھنؤی وغیرہ سیکڑوں نام سامنے آتے ہیں۔ عہدنا صدیق پاکستانی شہزادے نعمت گوئی کارچان بڑھا ہے اور ہبہت سے شہزادے نعمت کھنی ہیں۔ درج بیوں نئے مجموعے کی سامنے آئے ہیں۔

اردو شاعری کی ایک کھیپ وہ ہے جس نے نعت گوئی کویی اپنا شعار بنایا اور اسی کے لیے اپنے نون کو وقف کر دیا۔ ان میں ہزار لکھنؤی زائر سرم حمید صدقی لکھنؤی اور روف امر و ہوئی کے نام منداز ہیں پاکستان کے جدید شہزادے نظر وارثی، محمد عظم چشتی وغیرہ نمایاں ہیں۔

نعمت کا معاملہ یہ ہے کہ اس میں رسیمات سے کام نہیں چلتا جب تک محنت رسول کی چنگاری موجود نہ ہو نبڑی شاعرانہ ہمارت کوئی تاثیر پہنچا نہیں کر سکتی۔ اپنے والد مفتر حضرت روف کی طرح حاذم امر و ہوئی کی نعت گوئی میں بھی وہ شاعرانہ مطرائق نہیں ہے جو ہماری توجہ فتنی قدرت اور کمال گن کی جانب کھنپنے ملکہ وہ کیفیت اور تاثیر اور نگاہ و آہنگ ہے جو محنت کی وجہ کا اس سے پیدا ہوتا ہے بھی وہ صفت ہے جو سب لوازم سے بے نیاز کرنی تی

بے اور شاعر کہہ اٹھتا ہے:
شتری گوئیم بہرا تند و نبات
من ندام فاعلات فاعلات

حاذم کے کلام میں فن کا پورا التزام بھی ہے، زبان و بیان سادہ اور سے عجیب ہے۔ مضامین میں بہت ندرت نہ ہو تو اہنڈا اور فرودوگی بھی نہیں تباہیوں کی ایک بات یہ ہے کہ یہ آواز دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہے، اور کیا چاہیئے؟ ورنہ دھرت رسول مصلی اللہ علیہ وسلم کا خلق اداکس سے ہو سکتا ہے۔ بقول غائب:

غالب شناۓ خواجہ بہریداں گذاشتیم
کان ذات پاک مرتبہ دان محمد است

نمبر ۵۶۷۴
ارجب ۱۴۲۵ھ
پروفیسر نثار حمد فاروقی
۱۷ اردی ستمبر ۱۹۹۷ء
شعبہ عربی، دہلی یونیورسٹی، دہلی

حامد امر وہوی کی نعت گوئی

فرغزل حضرت ششمیم چے پڑی

شاعری قدرت کا علیم ہے، بھی وجہ ہے کہ شخص شعر نہیں کہ سکتا اور اسی شخص کو شاعر کہلانے کا حق ہے جس پر تقدیر کے اس عطیہ کے تحت اشعار کا نزول ہوتا ہو۔ ایسے شاعر کے میان تصنیع نہیں ہوتا اور ہر شعر صداقت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور جب شعروی کسی ایسی عظیم شخصیت سے متعلق ہو جس سے بطور خاص عقیدت ہو تو اس میں تصنیع اور بنادٹ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ — نعت گوئی ایک سچا فن ہے جس میں آفایے نامدار سروکائنات حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار کے جاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ نعت خلوص دل اور فتنی کیمیات کی عکاس ہوتی ہے — حافظ صاحب ایک نعت گو شاعر ہیں اور انہوں نے اپنی شاعری کو نعت گوئی کے لیے وقف کر دیا ہے۔ حضور اکرمؐ سے ان کی عحیدت کا اظہار ان کی نعمتیہ شاعری میں اس مشدت سے ہوتا ہے کہ ہر شخص کے دل پر اس کا تاثر ناگم رہتا ہے۔ ان کے اشعار میں سرکار دوام سے سچی محبت کا اظہار ہے، شرعاً حسن ہے، دل کی گہرائی سے ابلجے والے جذبات کی کیفیت ہے اور ہر شرارہ کا ثبوت ہے۔ انہوں نے نغمہ شاعری

میں بھی ایک جدالگا نظرز کی بنیاد رکھی ہے جس میں ردیف اور قافیہ کی انفراتی
نمایاں نظر آتی ہے۔ یہ شعر ملاحظہ کیجیے ہے

شاہان زمان کا مقام اپنی جگہ ہے
سرکار دو دعائم کا غلام اپنی جگہ ہے

اس نوت میں مقام، قیام اور نظام وغیرہ قوانی ہیں اور ”اپنی جگہ“ ردیف ہے جو لقیناً دشوار ہی جاسکتی ہے تکن کسی شرمیں میوس نہیں ہوتا کہ ردیف کمزور ہے۔ اس میں ردیف خود بولتی ہے اور اپنا جواب آپ ہے جو لقیناً شرعی حسن کا نمونہ ہے۔ عومنا لوگ اس کا بیٹا نہیں کرتے۔ اسی قبیل کے پچھے اشعار اور دیکھیے ہے

جب تقویر کر لیا وہ میں ہمارے سامنے
بجرغم میں آگئے لاکھوں کنارے سامنے

شرم آتی ہے کہ کیا ہو گا سیر روزِ جزا
جب مرے اغال آئیں گے تمھارے سامنے

جان دینا کس تدر آسان ہو جائے حضور
آپ آجایں جو مرتے دم ہمارے سامنے

ان اشعار میں قوانی اور ردیف کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے۔
حامد صاحب کے کچھ اشعار فرغزل کے رنگ کے حامل ہیں۔ ان میں علامات حضور اکرمؐ کی عظیم شخصیت کی جانب واضح اشارہ کرتی ہیں۔ یہ شعر

دیکھیے

کس دن دعا نے نیم بھی رنگ لائے گی

پچھو قوتا وہ اے شب بیوال کب آئے گا

شاعری کے محاسن سے پُر چند اشعار اور دیکھیے

ابر کرم نے سارے گلابیوں کو دھو دیا

آنسو زرا بہا کے تھے شرمندگی کے ساتھ

اُن کے نام پر مرنے والا نذول سے بہتر

اُن کی غلامی کرنے والا آقا لگتا ہے

مرے سرکار کی ذرہ نوازی تو کوئی دیکھے

جہاں بھی یاد کرتا ہوں وہیں تشریف لاتیں

کیا میرے تصور کی یہ محراج ہنیں ہے

ستگ در سرکار ہے اور میری بیس ہے

جنت کا مجھے کوئی تصور، ہی نہیں ہے

میرے یہے جو کچھ ہے مدینے کی زمیں ہے

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شور

پھر ترے نام پر مرنے کا سلیقہ مانگوں

بات توجہ بہے کہ ایسا رابط پیدا کرو
وہ تھیں دیکھا کریں اور تم انہیں دیکھا کرو

کیوں صبا پھر رہی ہے اتراتی
کیا مدینے سے ہو کے آئی ہے

ایسے اشنا اس وقت تک نہیں کہے جا سکتے جب تک وہ قلب کی
گہرائی سے نہ لکھ ہوں۔ میں برادر خود میاں حامہ مزا کو مبارک باد گھنی ٹھہرنا
ہوں کہ انھوں نے نعت گوئی میں ایک نئے رنگ کا اضافہ کیا اور مزید مالکیاد
پیش کرتا ہوں کہ اُن کا مجموعہ منظر عام پر آ رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کے اشعار
در بار بھوئی میں قبول ہوں۔

خاک پائے سلیمان و جگر
شہمیم ہے پوری
بی سرکے، میرظہ، اپر پوش

تقریظ

علیہناب خواہ بیاض الدین عطش
شکاؤ (امیر بک)

ہزار بار بشوم دین رستک و گلاب
ہموز نام تو لفظ کمال بے ادب است
(مولانا جاتی)

الحمد لله! یہ بات باعث سعادت ہے کہ جناب حامد اموہ ہوئی نے
اپنے فتویٰ پرست کے بھول کے جمیع کاسودہ مجھے اس غرض سے دیا ہے
کہ میں اسے دیکھوں اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کروں۔ اس طرح انہوں
نے اس تغییر دستاویز سے مشغول اور وابستہ کر کے میرے یہ شناخت روح و
قلب کے اسباب کے اسوا ثواب دارین کا رسید ہیتا کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اُنفت اور اسرہ تھے
کی تبلیغ و اشاعت ایک مقدس فرضیہ ہے جس میں ایمان دلیں مسلمان کی وجہ
مضمر ہے۔ یہ ایک ایسی نسبت ہے جو ہمارے قلوب کو روشن رکھتی ہے اور
ہمیں صراطِ مستقیم کا پیغم پردازی ہے۔ نفت رسول مقبول کا مقصد حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت اور اسوہ حسنے کے بلا عنایت اُنہیں
اور مقدس بیان کو ضابط نفت گوئی کے بلا تقصیر معیار کو برقرار رکھتے ہوئے
شریعی جامہ پہنان کر جیان رسول کے دلوں کو ایمان کی حرارت سے گرما دا۔

عوام انس کو رسول اکرم کی سیرت سے قریب تر لانا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ اصناف سنت میں نفت گوئی ایک مشکل نزین صفت ہے
جس میں خیال و جذبہ کے ساتھ ہر لفظ کو توقیر و تھیر کی ترازو پر ٹون پڑتا ہے اور
تنقیص یا الوبیت کی کڑی شرط کو ہر قدم پر ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے اس لیکن
مفهوم، طرز بیان اور جذبوں کی بے اختیاری بیرون ایسا اہم اور بالغ آرائی
ان سب کو غلوت سے بہتر کرنے کے لیے کمال احتیاط اُبس ضروری ہے۔
ساتھ ساتھ دین کا گہر امتعال، تحریر علی، ایمان کامل اور حضورؐ تلبی لگاؤ
اویس شرطیہ۔

شیشہ نفت ہے بہت نازک
کیوں کوئی بے ہنر زبان کھوئے

(ڈہین شاہ نتائی)

درج رسول نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست طبیبہ میں یہ ایک
بات افادہ فن کی صورت اختیار کری تھی۔ اس فن کی تمانی دلیل حضرت حسان بن
ثابت، حضرت الحب بن زبیر، حضرت عبد اللہ بن زواد، حضرت کعب
بن مالک، اور حضرت عباس بن مرداں رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسروں
زبی کی اور اس فن کے معیار مقرر کیے۔ فن درج رسول کو ایک مدت
بعد فارسی میں اصطلاحاً نفت کہا گیا۔ حضرت حسان بن شاہست شاعر دربار
رسالت تھے۔ اپنے اشعار تو جید و رسالت کے فضائل اور حسنین بیڑ
رسول سے پڑیں۔ حضرت کعب بن زبیر نے جب حضورؐ سنت کی نفت

کے قوازن کو برقرار رکھ کر چلتا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الہیت میں بہن گزناہ کا
ہوتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تعمیص کا ذمہ دار ہو کر گناہ کا مرکب ہوتا ہے۔ اس
صنف میں دونوں جانش حد بندی ہے جو ایک سخت امتحان ہے۔

موضوعاتی اعتبار سے مدح رسول یا نعت رسول ذکر عبدالرسالت ہے۔
جالیت کی نارکی میں آپ کے علم کی روشنی ہے۔ لادین اور بگٹھے ہوئے
معاشرے کو آپ کی ابدی تربیت ہے، آپ کا لاثانی عمل و کارہے آپ
کے شل اوصاف ہیں۔ آپ کا بے عدل انکسار ہے۔ آپ کا ہلنہ اخلاق
ہے۔ آپ کی بیرونی انسانی طبع اور فیضِ طبیعت ہے۔ آپ کی شکیبانی، آپ کا
صبر و تحمل، آپ کا ضبط اور آپ کا پہنچنے۔ آپ کا عدل اور انصاف ہے۔
آپ میں بڑی سے بڑی تفصیر کو معاف فرمادینے کی شادہ دلی ہے۔ آپ کے
خلق کی وسعت اور خلاق کی بلندی ہے۔ آپ کی بے مثال پچائی اور یادگاری
ہے۔ آپ کا انسانیت پر وہ احسان ہے جو تا ابد قائم رہے گا۔ آپ
کے وہ احسانات ہیں جو آپ نے بیواؤں، بیٹیوں، بے کسوں، ناداووں
مذوروں، مختا جوں اور مظلوموں پر کیے۔ آپ کی عبادت اور ادائیتِ العباد
ہے۔ آپ کی بیزار مساوات کا وہ معیار ہے جو آپ نے رنگ و
نشل، چھوٹے بڑے اور امیر و غریب کے لیے بلا تفرقی قائم کیا اور برقرار کیا۔
وہ نداے تو یہ ہے کہ جس کی آواز آپ نے دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا دی۔
اس وہ حسنہ کہ جس کی روشنی نے ایک اندھیری دنیا کو قیامت تک کے لیے تو
کر دیا۔ خود شناسی، کائنات شناسی اور خدا شناسی میں حضور اکرمؐ کی

میں اپنا تایگی قصیدہ پڑھا تو حضور نے خوش ہو کر اپنی ردائے مبارک عطا فرمائی
حضرت ابوطالب کی ایک نعت کو پسندیدا جس کے معنوں کو میں نے آس
طرح ادا کرنے کی کوشش کی ہے:

جس جوال سے طلب ابر کی بارش کیجے
آپ کا ہی رُخ رoshن ہے رسول عربی

ملتی یہاں کو جس میں ہے تحفظ کی بہار
اضر طیبہ دہی گلشن ہے رسول عربی

نور میں جس کے تیبیوں کا ہے وہ عہد ساہ
آپ کا عدل ضیارتی ہے رسول عربی

(عطف)

مدح رسولؐ میں نعت نگاری دینی سعادت کا ایک عظیم فن ہے جو
آسان نہیں۔ یہ شاعری کی دوسرے اصناف سے جدا اور یہ کتاب ہے یہاں تک
تین صنف پھولوں کے رنگوں کی شوٹی اور خوبی کی تیری ہمک برداشت
نہیں کرتی جو نعت نگار سے وضع احتیاط کے ساتھ موضع کے ہر گام، ہر
موڑ، ہر نیچے اور ہر منزل پر، کہ جہاں کہیں مکروہ جہاں میں، اختراء میں بندش
میں، زبان و حسن بیان میں، طرز آہنگ اور حرف و صدایاں، اگر الوہیت یا
تعمیص کا کوئی رُخ، کوئی پہلویاں کا شائر بھی جیکلتا ہو تو دنیا جنبات کی
قربانی چاہتی ہے۔ الحضرت۔ ایک نعت گو کو تلوار کی تیر دھارہ اپنی نعت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بے شش میں معرفت و درج گوئے کی سعادت
لنسیب ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ
عنه کے لیے ان کی مدح نگاری سے خوش ہو کر بھی دعا فراہم کی: "اَللّٰهُمَّ
أَيَّّدْكَ بِرُّوحِ الْقُدْسِ سَرَّاً إِلَّا إِنَّ رَبَّكَ لَذِي حَسَانٍ كَمَا
دَعَا كَادِرَةً أَثْقَى مِنْتَهَىٰ تَبَّاعَهُونَ وَلَئِنْ تَمَامَ مَدحُتْ نَجَارُوْلَ کے
لیے پھیلایا ہوا ہے (بشرط، بلطفتِ الاحسن، بحضور) ورنہ ہم عابزوالوں کو
لغت گوئی کی کبوٹ کرتُوفیت ہوتی۔ اور یہ اسی دعا کی برکت ہے کہ جناب حامد
امروہی کی لغت گوئی کام بگام ترقی پذیر اور درجہ درجہ پسندیدہ خاطر ہوتی
چل جاوہی ہے۔ لفظ و معنی تک متنبہ رسائی بہاں ان کی طبعی خصوصیت کو
ظاہر کرتی ہے وہاں زبان کی چاشنی، بندش کی چستی، بیان کی تازگی، خوشبو
اور رنگینی، جدت کی دھنک، تحریکیات و تشبیہات کی ہم آہنگی ان کے
اسخوار کی شادابی کے آئینہ دار ہیں۔ حامد امروہی میں اعجازِ فن کے وہ
ہمہ مند نکتے ہیں جو قاری اور سامن کے خواہید خیالوں کو تنبھوڑ کر بیدار کرئے
ہیں اور دل دماغ کو اپنی آخوندشِ علم میں لے لیتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظ
فرمائیے:

آقاً مرے ایسے ہیں رسولوں میں کجیسے
تیز کے داؤں میں امام اپنی جگہ ہے
جب تصوّر کر لیا وہ ہیں ہمارے سامنے
بھر غم میں آگئے لاکھوں کنارے سامنے

۱۴

ذاتِ مبارک کی بے بدال مثال کا ذکر۔ یہ ہیں لغت کے اصل موضوعات کے
ضوری تقاضے۔

اکثر لغت گو صنون آفرینی کی شعوری کوشش میں اندازہ بیان میں غلکوچہ
دیتے ہیں اور پابند حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور اس طرح لغت گوئی کے
امتحان میں ناکام رہتے ہیں۔ اس لیے کہ لغت گوئی کی ہی پابندیوں میں رکر
انہیں شہریت اور احکام خداوندی کو ایک ہی صورت تماگم رکھنا ہے۔ لغت
کا ایک جذباتی کلام منظوم ہو کر رہ جانا لغت کے متبرک صفت کی نمایندگی نہیں
کرتا۔ اس کے لیے جن لوام کی ضورت میں اُن میں اقبال و حمدانیت کے
ساختہ حُبِ اسوہ رسول مقبول، وردِ مندی، صداقت و حقیقت، ندرت
و قدرت، کلام اور عصری شعور کو اپنی جگہ اہمیت حاصل ہے، جن کے
امتراج سے اعلیٰ معیار کی لغت تلہوری میں آتی ہے۔ مولانا حافظ اپنے شہرِ افغان

لغتیہ شہر اشوب میں عرض گزار رہیں :

ہاں مالی گستاخ نہ بڑھ جدید ادب سے
باوق سے ٹپکتا تری اب صاف گلہے
ہے یہ بھرپور کوکہے کون خاطب
یاں جنہیں لب خارج ازاہنگ خطاط ہے
(حاتم)

حامد امروہی نشکانگو کے ادبی حلقوں میں ایک معروف لغت گو شاعر ہیں
جن کی نعمتوں میں آہنگ و لحن ایک مور پر آئنے ہیں اور اس طرح انہیں خیلی قوت

مجھ کو کیا غم ہو بھلا بے سرو سامانی کا
عشی سرکار دو عالم سرو سامان میں ہے

اپنے جذبہ دل کو راہ بر بنالوں گا
راستہ مدینے کا اس کا دیکھا بھالا ہے

میری دیوانگی شوق کو تم کیا جاؤ
میں توجہت میں بھی صحرائے مدینے مانگوں

ساایہ فگن وہ ہوگا قیامت کی دھوپ میں
کیسے یہاں حضور کا سایہ دکھاتی دے
کوئی کسی کو نہ پوچھے کاجب قیامت میں
نبی کی چشم کرم ہم کو ڈھونڈتی ہوگی

در اقدس پر میرا سر بھکا ہے
نصوت نے کہاں پہنچا دیا ہے

حامد ام و ہوی کی نئیں اڑاہ ہمیہ خلوص اور نذر عقیدت ہیں جن میں
خود سپردگی کی کیفیات اکثر نمایاں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ نئیں دل کی
گہرائیوں سے بکل کر صفحہ قرطاس پر خودہ رہی ہوئی ہیں۔ جن میں سے کئی ایک
وجد آفریں اور ایمان افرزو ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض اشعار میں لوگوں کو غلواد

دیکھیں ہم نے ان کے گداوں میں بادشاہ
ان کی گلی کے ذردوں میں شمس و قمر ملے

اشک کر دیں گے بیانِ فرقت کی ساری داستان
رکھ دیسے میں ہم نے اشکوں کے ستائے سامنے

نوشبو جس چیز سے خالق نے بنائی ہو گی
وہ یقیناً مرے آقا کا پسینہ ہو گا

ہر آن بدلتی ہے خود نظمِ سیاست
سرکار جو لاتے وہ نظام اپنی جگہ ہے
حلقہ بگوش ہوتے ہی دنیا بدلتی
سرکار کے غلام بھی سرکار ہو گے

جس کو ان کے در کی گدائی آجائی ہے باختہ
وہ منگتا منگتا نہیں لگتا داتا لگتا ہے
یہ دلکشیِ حُسْن جہاں یوں ہی نہیں ہے
حُسْنِ ربِن سرکار کا اک عکس حیں ہے
اس شمعِ رسالت کے پروانے ہزاروں ہیں
اک ہم ہی نہیں ان کے دیوانِ ہزاروں ہیں

غرت کدہ حامد

ڈاکٹر محمد نفیس حسن

گذشتہ برسوں میں امروہ کی بانی مسجد میں سالانہ تعلیمی مقابلوں پاٹھوں نت خاتمی کے طریقے دینی طریقے مقابلوں میں اپنے طالب علموں کے ساتھ کئی بارجاء کا انفاق ہوا۔ غنتیہ کلام کے طریقے مقابلوں میں دیے گئے مصروف طرح پر بارہ نتیں کہیں۔ اور طلباء کو پڑھنے کے لیے دیں۔ مقام اندر ہے کہ نہایت پسند کی گئیں اور اول انعام کی مناقشہ ہیں۔ عجب انفاق ہے کہ اصر چند روزیں جب خود مکرم ہبنا پر وفیر شریار احمد فاروقی صاحب کے حکم کی تسلیم میں حضرت حامد امروہی کی نفت گوئی پاٹھوں "نبوت کے پھول" کے دوسرا ایڈیشن سے متعلق اپنے اساس و تاثر پویش کرنے کے لیے کتاب کامطالعہ شریعہ کیا تو مطالعہ کے دروان اس مجموعہ کلام میں تین الگ الگ نتیوں کے صدر سامنے آئے اور بے اختیار امروہ کے غنتیہ طریقے مقابلے ذہن میں سماگئے۔ ۱۹۹۸ء کے غنتیہ طریقے مقابلہ میں بالترتیب یہی صدرے دیے گئے تھے جن پر دو دو نتیں کہیں تھیں۔ اس وقت یہ اکشاف نہیں ہوا تھا کہ یہ صدرے حضرت حامد امروہی کے غنتیہ کلام کے ہیں۔ ۴

(۱) میرے نجی کے نقش قدم راہ برطے

اعراق نظر آئے۔ اس بارے میں یہاں سوا اس کے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ شاعر، جو محبت کی نہیں نہیں تھا ہے اور مجذوب جو مشاہدہ حق کی گھنکو کرتا ہے اس کے لیے جاہل حق اور بادہ و ساغر سب آئینہ حق بن جاتے ہیں اور اس کو ان میں ایک ہی ذات، ایک ہی وجود اور ایک ہی حقیقت کی جلوہ نہیں نظر آتی ہے اور ان سب کا آں و فاؤں کا قریب، درد کا سوز و کیف اور دیدہ ہم ہے جو انعامِ الہی کی صورت میں ملتا ہے۔ اس کی نادانست خطاوں اٹھیوں کا حساب اس کے اور الشریف العزت کے درمیان رہتا ہے۔ اللہ جو بڑا ہمارا خطاوں کو معاف کرنے والا ہے۔

حامد امروہی کی نتیوں کا خارج بحضور خواجہ عالم حضرت رسول مقبول اللہ علیہ وسلم پیش ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ خداوند عالم تمام مسلمانوں کو سرکار دو ہم کی محبت سے سرشار کرے اور بیر وی کی توفیق عطا فرمائے۔ میری بیکھی جاتا ہے کہ حامد امروہی کا مدرجہ کلام منظوم بونذراد وہی محبت و عقیدت ہے امیانِ مصطفیٰ کے دلوں کو منور کرے۔ دربار رسالت میں قول و مقول ہوا و خوشودی رب العزت کا موجب بھہرے جس کے وہ حقیقتاً طلب کاریں۔

(آئین)
خواجہ ریاض الدین عطش
شکاگو، ہمروڑ ۳، جنوری ۱۹۹۵ء

تو ہوتا ہے لیکن عموماً حمد و نعمت و منقبت کو ادب کے زمرے میں پیش کرتے ہوئے مختلف برداشتات ہے۔

اگرچہ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ہمارے شعرواد میں تغزیل اور معنوی تہذیب داری کا بوجھن ہے وہ غزل کے شعر کو بھی حمد و نعمت کے بلند و دیسخ تر مقام تک لے جاتا ہے لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ہے کہ ہمارے شعری سرایے خاص طور پر غزل کی شاعری میں (جس کا ہمیادی موضوع عشق و محبت کے طیف و نمازک بنیات و احساسات کا جمالیاتی اسلوب میں اظہار ہے) تغزیل، معنی آفرینی، دروں بینی اور جالیات و محاسن کی جو فضاد دکار ہے، نعمت گھنی کی ادبی صنف ان لوازمات غزل کو مزید جلا جائشی ہے۔ نعمت اور غزل دونوں میں فکر و اسلوب اور وحدتِ حسن کو بڑی حد تک عوਸ کیا جاسکتا ہے کہ اکثر فائزی اور اراد و شعروادب کے مطابع سے یہ باہر کیا جاسکتا ہے کہ حدیثِ کائن کا عُنصر غزل کے مقابل میں نعمت میں کہیں زیادہ ہے۔ نقیبِ رنگ شاعری غزل کو جمالیات اور شاستریگی کا بیرہمن عطا کرتا ہے۔ جذب و انجذاب کی لطیف ترکیفیات سے روشناس کرتا ہے۔ غزل میں فنِ نکات و روزے سے سرو و اخراج بھیلے ہی اس کے کیف و اثر کو متاثر کرے لیکن نعمت میں بینایکی نکتہ اور اس کی اصل روح عشق و سرشاری و افغانی اور جذب و انجذاب ہے جس کے سامنے فنِ لوازمات کسی تدری صرف نظر بھی کیا جاسکتا ہے۔ وجد و سور و عشق و سرسری سے ابریز قدر بی فنظر کے ساتھ ساتھ عقیدہ و ایمان اور ان وحدیث، الوہیت و رسالت، مقامِ نبوت، اسوہ رسول اکرم اور عالم

(۲) تزالی سب سے شانِ مصطفاً ہے۔

(۳) حضور پا عیش رحمت ہیں دو ہیں کے لیے

اس وقت تک حضرت روف امرد ہوئی کے عشق رسول اور نعمت گوئی سے کسی تدری تعارف ضرور تھا اور ان کے لغتیہ کلام کے مھرمون پر بھی نعمت کیسے کیتی بار تو قیق ہوئی تھی، لیکن حضرت حامد (فرزیز حضرت روف علیہ السلام) سے قطعاً متعارف ہیں تھا۔

اسی پختہ پر وفیس شاد احمد فاروقی صاحب نے حامد صاحب کے نعمت تعارف بلکہ ان کی نعمت گوئی سے تعلق لٹھاتا تھا کہ یہ دلوں مجموعے "رحمت کے پھول" اور "خیابانِ ارم" عنایت فرمائے۔ اس طور پر حامد صاحب اور ان کے کلام سے متعارف کرنے کا سہرا جناب شمارا حمداً فاروقی صاحب کے سرہ ہے اس تعارف و تاثر کے لیے سب سے پہلے تو ان دلوں مجموعوں سے متعلق بہل علم حضرت کے احساسات و نگارشات کو بغور پڑھا جوان مجموعوں کی زیست ہیں۔ بعد ازاں یکے بعد یکے حامد صاحب کے ان دلوں مجموعوں کے کلام کا مطالعہ شروع کیا۔ یہ چند اور اراقِ حُضُّ اسی تدری تعارف و تاثر کا اٹھا رہا ہے۔ چونکہ زیرِ نظر مجموعہ پاے کلام حامد محدث کے پھول اور خیابانِ ارم میں تقدیرِ شوقِ حمد، نعمت، منقبت، تضمین اور غزل سب کچھ ہے اس لیے کچھ کلام کرنے سے پہلے ان موضوعات سے متعلق اپنے اس احساس کا اٹھار ضروری محسوس ہوتا ہے کہ شروع و کن بانخosoں اردو شاعری کی اصناف کا جب تم ذکر کرتے میں تو متعدد راجح وقت اصناف نیز ان کی ذیلی اصناف تک کا ذکر

تجید و رسالت کے وسیع تریفام اور ہرگیر دعوت کو پیش کیا جائے۔ اخضارت کے حضور ہمارے عشق و تعلق کا بھی اصل پیمانہ اور نذر ان خلوص و عقیدت ہے۔ اسی کے ذریعہم دولوں جہاں کی سلامتی اور آپ کی شفاعت سے بہرہ مند ہونے کی ایدک رکھتے ہیں۔ غول کی طرح نعمت کو بھی ہمیں "حدیث لب در خلا" سے زیادہ آخضور کی سیرت و کدار کی مرتفع کشی سے آمد است کرنے کی صورت ہے اس کے لیے جذبہ عشق کے ساتھ ساتھ شرک و بدعات سے پاک صحیح اسلامی فکر و عقیدہ اور اسلامی تاریخ و سیرت کا مطالعہ بھی ضروری ہے، تاکہ اس صفت میں موضوعات کی وسعت بھی ہو اور نکدوں خیال کی ندرت بھی۔

حضرت حامد ام و ہموئی کے کلام کے مطالعے سے خوشی ہوتی ہے کہ بعض بگد ان کے لغتیہ کلام میں اس وسیع تر وسومعات کی جملک بھی کہیں کہیں دھکائی دیتی ہے۔ کلام حامد سے اس نکرواحس کی چند جملکیاں پیش ہیں۔ سہیل ہو ہر مرحلہ پر راہ و شواری جیات ہے ہو اگر سیرت کا آئینہ ہمارے سامنے پھرست کی شب رسول کا بترنسیب ہے ہے اللہ رے یہ ربط بھی کو علیؑ کے ساتھ دیکھیں یہ نے ان کے گذوں میں باڈشاہ ہے ان کی گلی کے ذوق میں شنس و مفرملہ دیکھا تو موڑ موڑ پر راہ و جیات کے ہے میرے بنی کے نقش قدم راہ برٹے جس نے دارائی عالم کا سکھایا تھا بسیق پھر عطا کروہی عرفان میئنے والے سربرہمن توہینیں بازار میں سیدیں یاں ہے سایہ افگن ان کے سر پچاڑ پیڑھے نہست کے پھول اور خیاں ام، میں حضرت حامد ام و ہموئی کے نقیب کلام کا مطالعہ حضور رسالت اب اب کے تین ان کی دیوالی شوق خود سپردگی

انسانیت کے یہ آپ کے عظیم تر احسانات و اثرات سے کا حققاً واقفیت بھی مدحت رسول کے یہ لازمی ہے۔ توجید و رسالت میں تلقی علم و اگرچہ قدیمی، وسیع اور ہرگیری ہو گئی حمد و نعمت پر مشتمل کلام کا اثر و تاثر بھی انسانی زیادہ ہو گا۔

نعت حضور رسالت ماب کی سیرت و کدار کے خصوصی معانی، فکر و پیام اوپنے عظیم کا نہایت والہاہ، توازن و متعال اہم اہار ہے، بوقلب درج میں محض لطف و انساط کی لہری تینیں دوڑتا بلکہ عقیدہ و ایمان کی دری ۱۰۷۳۱ استواری اسلام کی علنست و برتری، انسانیت کی رہنمائی اور اسوہ رسول کوئی مکلہ یہ وی کا اساس بھی بیدار کرتا ہے۔ عہد جدید میں جہاں انسانیت کی کشتی سبھی کوکے کھاہی ہے، ہر آن بدلتی تدریس ہیں، خلُم و بربریت کا دور دورہ ہے، رکش، خود غرضی، مرض و ہوس، عیش کوئی، لذت انت اندوزی، حصولِ دولت کا بے خواہ جنون ہے، ایثار و خلوص، اخوت و مساوات سے عاری معاشرہ ہے، تنگ نظری و عصیت کا ماحول ہے ان حالات میں مضطرب و بیقرار فدو معاشرہ کی تکمیل و تشقی اور اس کے عقطرہ مشکل کا کوئی حل اور برش کیدیا ہے تو وہ اسوہ رسول پاک کی تفہیم ترسیل اور ابلاغ کا نہایت موثر و لکش و میلہ ہے، "نعت رسول"۔ اس صنف کے پیکر میں نصرف تکمیل جمال بلکہ عالیٰ امن و امام اور تینیں زمال کا قیمتی ارجاعات میں پیش کیا جا سکتا ہے اس یہ ضورت ہے کہ نعمت گوئی کی اس اہم اور مقدس صنف تین کو روایتی اسلوب بکار اش سے آگے بڑھایا جائے اور ہر آن تغیر پذیر بدنیا کے سامنے

مجھ کو حادثہ بتائی جاتے ہیں ان کی پہلی نگاہ کیا کہنا
نعت گوئی میں جن احتیاط کام عامل میں صراط سے کم نہیں۔ یہاں شعر شیری
خوش عقیدتی گی کہ، ورنچی، بیندی کا، دیوانگی، فرزاںگی و شایستگی کا بے خودی گی
کا اور خمار و سرستی ہوش مندی کام طالب کرتی ہے۔ مزید برآں یہاں صرف خیال
کے گھوڑے نہیں دوڑا کے جاتے تینکل تو تجدید و رسالت کے فن و ادراک
اور ان دونوں کے نازک فرق کا مقاصدی ہوتا ہے۔ دفور شوق سے بربکار
حادث کا پہنچانہ کہیں کہیں حد تجاوز سے چھڈک بھی جاتا ہے۔ اس آجیہی میں تو
تہ بام کے کچھ قتلے ایسے بھی نظر آتے ہیں جہاں دیوانگی، فرزاںگی پر غالب
محسوس ہوتی ہے۔ لیکن رنگ تغزل کے سبب یہ نکتہ سترہ بہانہ بن جاتا ہے۔
آپ کے کلام میں حد کا حصہ برائے نام منقبین خصر اور کچھ غزلیں ہیں۔
بیشتر حصہ نقیہ کلام سے مرتب ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کا اصل
میدان نعت ہے۔ محیر کلام میں وہ جاذبیت نہیں جو ان کی نعت کا حصہ
ہے۔ حمدیں وحدائیت کا تصور بالکل واضح ہے۔ وہ ذات باری کو تم
کائنات کا مسحود تسلیم کرتے ہیں اور بجہہ فقط اسی ذاتِ واحد کے لیے روا
رکھتے ہیں لیکن نعت میں جذب دل کی بے اختیار کیفیت کے ساتھ کہیں آنکھوں
کی بندگی کا احساس یہ ہے، کہیں آپ کو ہر جگہ حاضر و موجود، واقع احوال، مسئلہ
کش اور بخشندہ تصویر کرتے ہوئے پکارا جاتے ہیں کہ سہ
جہیں شوق بھی ہے بندگی کا ذوق بھی ہے؛ مگر فرمیب تزاد نہیں تو کچھ بھی نہیں
اسکے ہوں گے ویس کی مدد فرمائے چاں کو شکل میں یہاں جس نے پکارا جو

والہا کیف و سرشاری کا احساس دلاتا ہے۔ الہار بیان میں
سلامت و روانی ان کے جذبہ خلوص و عقیدت پر دلالت کرتی ہے۔ اس
والہا نے طرز اٹھار میں نعت گوئی کی روایت بھی ہے اور صاحب کلام کی بوڈھی
واراثت بھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نعت گوئی ان کی گھٹی میں شامل ہے جس
شخص نے کم سی اور عبد شور سے قبل ہی پہنچ کر کو مستقل عمل نعت سے آلات
دیکھا ہو، اس کے ذوقی طبع، لطف و انبساط اور کیف و سرشاری کا عالم لفظی
دیوانگی شوق کی حد تک ہونا باعث تجسس نہیں بلکہ باعث استراق ہے
یہ کلام شوق موروئی تفاعل کے ساتھ ساتھ خود ان کی واشنگٹن عنق رسول کا ہے
ہے اس شعری سرمایہ میں ان کا قلبی لگاڑاصاف جھلکتا ہے جو ایک وجہانی کیفیت
کا احساس دلاتا ہے۔ حادث صاحب کا تقریباً تمام تر کلام و دفور شوق سے
عبارت ہے۔ جس نے تغزل کے آہنگ میں دھل کر ایک خاص دلکشی پیدا
کی ہے پہنچ اشعار ملاحظہ ہوں سے
تھماری یاد ہے میری چیات کا حاصل ہے تھا اے نام پر مستران زندگی ہو گی
نکاہ شوق کو ہے اندوے لذتارہ ہے جہیں شوق ہے بیتاب آستان کیلے
اے چشم شوق اس کی نیچا ہوں کوچھ مونا ہے جس کوئی ان کو دیکھنے والا کھانی ہے
بات توجہ ہے کہ ایسا رابطہ پیدا کرو ڈھنیں دیکھا کریں اور تم اپنیں دیکھا کرو
اب ادب نخوطر کھننا ہے دل پُر شوق کو؛ لیسوے بہم کو سچا نے کاموں آگیا
دنخوش الوار کی سرمیاں ٹھنٹے لگیں ہے بادۂ عفان کو چھا کانے کا موم آگیا
میرے دل پُر شوق کے ارمان نہیں بلکہ پھوے نہیں وہ نقشیں اب کے برس بھی

کی ہر چیز اڑف پرواز کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً یہ چند شعر ہے
 ہزار شعیں جلا کے خود نہ مانے میں حبیم دل جو موئر نہیں تو کچھ بھی نہیں
 جس بیگن میں یہ جلوہ جاناں ہیز ہے حسن لظیر ہیں بہار و خیزان نہیں
 عقل کھتی ہے علاج غم دل ہو جائے لذتِ درد کی کھتی ہے ناچھا کرنا
 سقفویِ مسجد و محراب و منبر ہماری بے سی کا آمنہ ہے
 کلامِ حامد کا ترقیاً سارِ احصہ غزل کی فارم میں ہے۔ خاص طور پر نتیجہ کلام
 تو تمام تر غزل کی بیتیں میں ہیں۔ فکر و اسلوب میں غزل کی رمزیت، معنی اور ذائقہ
 خیال کی عنانی و ندرت وغیرہ روزو زیبات غزل اُشکل در آکے ہیں۔ البتہ
 سادگی و سلاست بے ساخگی اور جذب دل کی کیفیت نے حامد صاحب
 کی نعمت گوئی کو پر تاثیر اور قبول خاص و عام نہادیا ہے۔ نعمتِ رسالت
 مائب کی بدولت ہی ان کی فکر رسا کو بال دیر مط اور بھی مدحت کے چھوٹ
 ان کی بہار گھنٹاں کے ضامن ہیں۔ نعمت گوئی کا یہ اختصاص اور شرف
 بقول حامد صاحب کے بہاں آپ کے نام کی نسبت اور مدح سرکار دہام
 کا صدقہ ہے۔ آپ کے صدقہ و تمدین فضاحت کو اور بھرتنا محسوس کرتے
 ہیں حالانکہ فضاحت کا عنصر بہاں کم تر نہدار ہوا ہے۔ اس کلام میں
 فضاحت سے زیادہ گفتگو کا بے شکاف اور براو راست انداز ہے اس
 سیدھے سادے بہانیہ اندازیں جہاں جہاں ان کے اسلوب نے
 دروں بینی و معنی افرینی کو قرینے سے برتنے کی کوشش کی ہے وہاں شرک
 شش اور تاثیر کا کچھ اُنگ ہی رنگ ہے۔ خیابانِ ارم کے کچھ اشعار خاص

واقف ہیں آپ خود مرے حامل تباہ سے: میں کیا کہوں زبان سے کیا چاہیے مجھے
 یہ وہ درس ہے جہاں ملتا ہے بلائیک سب کچھ ارنے ناداں بہاں دا من کو بھیلا یا بہن کرنے
 جب بھی مشکل بیکارا ہے چل آئے ہیں کون کہتا ہے انھیں دور ہیں، وہ دو ہیں
 میں کسی اور سے ماں گوں ترے ہجوتے تما یہ گوارا ہوا ہے ن گوارا ہو گا
 کلامِ حامد کا یہ رنگ کہیں کہیں نعمت میں بھی محمد کا احساس دلانے لگتا ہے
 ”مدحت کے چھوٹ“ میں تقریباً سارِ انتیہ کلامِ شدت آرفتے دیدا دراضطرب
 حضوری سے مرتباً ہے۔ ”خیابانِ ارم“ میں نعمتے دید کے برآئے پر بدیر تکرار
 بھی ہے نیز قرب و وصالِ صطفوی کا شریدہ تر احساس بھی۔ ”رمحت کے چھوٹ“
 سے ”خیابانِ ارم“ ہیک آتے آتے شاعر کے جذبہ و خیال اور طرزِ انہار میں مزید
 تکھار جھسوں ہوتا ہے سہ

صحیح کی بات ہے نہ شام کی ہے
 نظامِ شمس و قمر پرے اختیارِ جھیں
 ہماری شامِ نہنا کی بھی تحریر کر دو
 لذتِ سوزِ دروں کی خیر ہو
 جس دل سے مجھے قسمتِ الائی ہے مدینے سے کب ہیں سے دل اُنکے کبات کو نہیں ای
 کیوں نہ قظرے سکوں دیں ان کو پیاس جن کی شدید ہوتی ہے
 جہاں بھی چل آپ سادِ حمد نے دیں آپ کا سامنا ہو گیا
 نبی کی نعمت کا ہر لحظہ ان کے لوز کے صدقہ جہاں شعریں بن کر مدد و اشتیرپ کلتا ہے
 حامد صاحب کے نتیجہ کلام کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ بعض اشعارِ موضعی
 نعمت سے بظاہر مختلف نوعیت کے ٹھوٹ ہوتے ہیں۔ اس سے شاعر کے فکر خیال

محدث کے پھول

ڈاکٹر تابش مہدی

محسن انسانیت رسول کائنات حضرت احمد بن عینی محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کہنا بجز قدر ایم اور پاکیزہ مشظہ ہے، اُسی قدر شوارو پر خطرگی ہے یہ بات خود سوچنے کی ہے کہ جس عظیم و مقدس سنتی کی درج و توصیف ساری دنیا کے خالق و مالک نے فرمائی ہے، اس کی درج و توصیف کا حق بدلابے لبھا اور د کم زور انسان کیسے ادا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ کبھی ایک حقیقت ہے کہ جب سے حرفاً کے غار سے رسالت کا آفتاب عالمت اب طوع و اُوس وقت سے آپ کی نعمت و محدث کا سلسلہ باری ہے اور دنیا کی ہر زبان میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت رکھنے والوں نے اپنی حیثیت و مصلحت کے مطابق درج و توصیف کے پھول کھلا کر یہی خصوصاً مجاہد کرام نے اس باک سلسلے میں سب سے زیادہ بڑھ کر حصہ لیا ہے۔ یہ انساؤں کا وہ خوش نصیب و مقدس گروہ ہے، جسے انبیاء کرام کے بعد سب سے زیادہ اشرف و افضل فرادری گیا ہے۔ اس خصوصی میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواح اور حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہم کے اصحابے گرامی اسلامی تاریخ میں ہیت منیا اور سمجھا یا ہی۔ فارسی شہزادیں ولانا باتی، شیخ عماری، عویٰ، عفتی، نظری، مولانا رکم اور خوشیے عظیم شہزادے کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکریں۔ اُردو

۳۱

۳۰

طور پر اس اسلوبیاتی تغیر کی نشاندہ ہی کرتے ہیں جسے حضرت حامد نے خود بھی مسوں کیا ہے وہ

جنبِ دل سے کام لو سوز نہ سال پیدا کرو

لغتِ ہنچ ہے تو کچھ جسں بیال پیدا کرو

بیکثیتِ مجموعی حامد صاحب کے کلام کے مطابع کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ ان کے تخلیقی سفر میں نعمت کی شسری روایت و وراثت کے ساتھ عمدہ اور مکاں بہ مکاں بدلتے ہوئے تقاضوں کا ہم و ادراک بھی شامل ہے مشرق کی اس قیمتی سوگات کو انکھوں نے اپنے عزم و خلوص کے ساتھ ایوانِ عرب تک پہنچایا ہے۔ ان کے کلام کی مہک نے ام وہ سے امر پر تک بوسفر طے کیا ہے وہ لا تائی صد سماں و تہنیت ہے امجدی ہنین یقین ہے کہ لغتِ گوئی میں ان کا اختصاص اپنے عبد کا ایک قمی تختہ ثابت ہو گا۔

محمد فیضی حسن

۱۵ دسمبر ۲۵۲۵ء
دریا گنج، نیو دہلی ۱۰۰۰۲
۱۵ شوال ۱۴۲۷ھ

لغتیہ اشعار سنتے ہیں میرے نزدیک یہ ایک ایسی مقبولیت یا ہر دل عزیزی ہے
جس پر حضرت شیخ نعمتی کا یہ شعر کامل طور پر صادق آتا ہے : سے
ایں سعادت ہے زور بازو نیست

تاذن بکشد خداے بخشندہ
حضرت روفؒ کے دولت کدے پر تقریباً پون صدی سے ہفتہ واری محفل
لغت کی روایت تائماً ہے۔ اس ہفتہ واری محفل میں امروہر کے دوسرے بزرگ د
معتبر شاعر کے ساتھ خالوا داد روفؒ سے والستہ تمام شعر لغت خوانی کرتے ہیں
اب تو بانی محفل کی دفات کے بعد ان کے لائق فرزندوں نے ایک سالانہ لغتیہ
مشاعرے کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ ان تمام محفلوں میں جناب حامد کے بارہ بزرگ
امروہر کے استاذ شاعر حضرت سید امروہر ہوئی، برادرِ عزیز جناب سادہ امروہر ہوئی
اور برادرزادے جناب زیریسفی امروہر ہوئی شریک ہو کر سامیین کی توجہ کا مرکز
بنتے ہیں۔

میں نے جناب حامد امروہر ہوئی کی زبانی بھی ان کے لغتیہ اشعار سنتے ہیں
اور مطبوعہ شکل میں بھی ان کی لغتیہ مُتفقی شاعری کا مطالعہ کیا ہے۔ میں یہ بات
بڑے دلوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جناب حامد ایک صحیح المذاق اور بزرگ شاعر
ہیں اور اپنے والحضرت روفؒ سے شروع فتن کی ہو دراشت اُنھیں ملی ہے،
اُنھوں نے اُس کی کافی حد تک پاس داری کی ہے۔ ان کی انتیہ شاعری ہیں مکن
ہے کہ لغت بن کوہ وہ استادانہ مبارت یافتی تموخ نہ مل سکے، بحضرت روفؒ
کے ہاں نمایاں طور پر سہ دیکھتے ہیں تاہم وہ تاثیر و کیفیت ان کے ہاں بدیجم

شراہیں تو پہ شمارنام ایسے ہیں، جو نوت گوئی میں اپنی ایک شناخت رکھتے ہیں،
اُن کا اجالی ذکر بھی اس مختصر تحریک میں ملک نہیں۔

امریکا میں قیمیں جناب رضا حامد حسین حامد امروہر ہوئی ایک خوش گو اوپوش
اخلاق شاعر ہیں وہ شاعری کی جدا اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور ہر صرف
میں ان کا مطالعہ ہر ہیت وہیں ہے لیکن ہزاری طور پر وہ نوت کے شاعر ہیں اور نوت
گوئی میں بھی ان کی بوجلانی طبع اپنے بوجہ دھکاتی ہے۔ بھی وجہ ہے کہ جب وہ غزل

گوئی کرتے ہیں تو وہاں بھی ان کا یہ انداز ہوتا ہے : سے

بھی آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور
پھر ترے نام پر مرنے کا سلیقہ مانگوں

جناب حامد امروہر ہوئی، امروہر کے اس خوش نصیب گھرانے سے تعجب
رکھتے ہیں، لغت و مدرجت جس کی شناخت بن چکی ہے۔ اُن کے والدِ میر حضرت

روف امروہر ہوئی ایک خدا نہیں، دو دش صفت، موئی بنش اور صاف دل بیریا
بزرگ سچھوہ اپنے غہدے مشہور و معروف، خوب رسول نوت گو شاعر تھے۔

اُنھوں نے اپنی پوری شعری قوت نوت گوئی کے لیے وقف کر دی تھی۔ اُن کی
نوتوں کے کئی مجموعے شائع ہوئے اُنھیں اللہ تعالیٰ نے غیبی مقبولیت اور
ہر دل عزیزی سے فزا تھا۔ امروہر اور اس کے مضافات میں شاید بھی ایسی کوئی
محفل یا جلس ہو، بچہاں ان کی نوت شپڑی جاتی ہو میں نے تو بارہ امروہر کے
گلی کو جوں سے گزرتے ہوئے گھروں کے اندر سے، رکشہ پلاںے والوں اور
بیٹھیاں بنانے والوں کی زبانوں سے حضرت روفؒ کے دل اکش اور

سے دا بستہ شراکی شناخت تصویر کیا جاتا ہے۔ میں حامد امروہی کے پہلے
مجموعہ نعت کی غیر معمولی مقبولیت اور اس کی اشاعت مکرر پر اُپنی ہدیہ تبریک
پیش کرتا ہوں، اور ان کی دینی و اخروی خبر و فلاح کے لیے دعا گوہوں۔

جی ۵ راء ابوالفضل انکلو	ڈاکٹرتابش مہدی
جامعہ نگر، نئی دہلی	۱۰۰۲۵
فُروری ۲۰۰۱ء	۲۵

ملتی ہے، ہوتا رہی یا سامنے کو اپنے اندر جذب کرے۔ نمونے کے طور پر صرف تین
شرط لاحظہ فرمائیں :

چلنے کو تو چلتی ہے نیم سحری بھی
پر آپ کا اندازِ خرام اپنی گدگ ہے
اپنے جذبہ دل کو راہ بر بنالوں گا
راستہ مدینے کا اس کا دیکھا بھالا ہے

محض کئی ساتھ میں لیں جو نامزدین حرم
کرم کریں گے بڑی بندہ پروردی ہو گی
زیرِ نظرِ کتاب "مدحت کے چھوٹوں" جناب حامد کی نتوں منقبتوں اور پیشہ
غزوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب اب سے تقریباً چھے برس پہلے ۱۹۹۵ء میں شائع
ہوئی تھی، اللہ نے غیر معمولی مقبولیت اور پزیرانی سے فائزہ، بہلا ایڈیشن ہے اسی
ختصر سی مدت میں ہاتھوں پانچ تکلیفیں۔ اب اس کا جدید ایڈیشن شائع ہو رہا
ہے، جب کہ ابھی فوری ۲۰۰۱ء میں ان کے دوسرے مجموعہ نعت "خیابانِ ام"
کی تحریر رونمائی کی تقریب انہن ترقی اردو کے زیرِ اہتمام عمل میں آچکی ہے۔ جس
میں پروفیسر شارح احمد فاروقی، ڈاکٹر علیق تاجم، سید شریف الحسن نقوی اور نایز
راقم اسٹور تابش مہدی نے انہیں بیان کیا تھا۔

حامد امروہی کی نتوں میں درد سوز اور محبت و شیفتگی کی اُس کیفیت
کی کمی نہیں، جو ایک اچھے نعت گو شاعر کے لیے ضروری ہے، یا بس خالوادہ رکف

کچھ اپنے بارے میں

صاحب عیشؒ، عالم بے بدل حضرت مولانا خیل احمد صاحب کاظمی خاکی پر اسلام علیہ حضرت مخدوم شاہ صاحب، سید عبدالatif نظامی صاحب، شاہ جمال الدین صاحب، بابو ناظر احمد خاں صاحب، حضرت مولانا فضل احمد صاحب، مولانا نذر علی صاحب، حضرت ملارضا حسین صاحب، صوفی تیمور احمد خاں صاحب، حاجی ریاض الدینؒ، تاضی محمد مجوب احمد عباسی نقشبندی مجددیؒ اور ہشور میلاد خواں جناب محمد ابراهیم خاں صاحب تو فاضل بریلویؒ کے مرید تھے اور جن کی دریافت پر بیان نے کئی تفاسیر لکھیں۔

محبے اپنی خوش قصتی پر ناز ہے کہ مجھے دامان کرم میسٹ آمر شری کامل الحاج حضرت شاہ سید قربان حسن شاہ قادری جہانگیری ابوالعلائی قدس سرہ کا جن کے فیوض و برکات ہر ہر لمحہ میرے ساتھی ہیں۔

بھیک ملتی ہے جو حامد در قربان سے مجھے اُس سے میرا، مرے گھر پر کا بھلا ہوتا ہے

والد محترم نے ناساری طبع کے سبب مشاعروں میں شرکت ترک کر دی تھی اور مشاعروں میں ان کا کلام پڑھنے کی سعادت مجھے نصیب ہوئی۔ والد صاحب قبلہ کا کلام پڑھنے پڑھنے اور نعت خوانی کی برکتوں سے خود بھی شعر لکھنے کا ذوق پیدا ہو گیا۔ والد محترم کے ارشاد کے مطابق اپنا کلام حضرت کوثر القادری مرحوم کوچ حضرت رئیس امروہی کے شاگرد تھے، دکھلیا۔ ان کے پاکستان پڑھ جانے کے بعد بار امروہی مرحوم میرزا احمد سعیدی امروہی صاحب "ہورنگ" سے مشورہ لیتا رہا اور سرپرستی حاصل رہی والد محترم کی حضرت

میں ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء کو امروہہ میں پیدا ہوا۔ والد محترم ہمہان سرکار مدینہ، عاشق رسول (ماستر) حافظ مرزا محمد بن الروف، رشت امروہی نصف امروہہ بلکہ شامی ہند کے مقنائز تین نعمت گو صاحب دو اوس شاعر نے اس طرح شاعری درست میں پائی۔ یہ دراست اور برکتیں بیان اُس نعت خوانی کی مخلقوں کی جو میرے مکان پر کچھ لقریب اس ستر سال سے بغیر کسی ناغز کے جلد کے دن بعد نماز جمع منعقد ہوئی ہیں اور والد محترم کے انتقال کے بعد بارہ ہزار زبردست میرزا ساجد امروہی صاحب مجموع نعمت "راز عجش" اس ذات کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے جوش کی آنکھ گھلنے پر خود کو اس محل نعت خوانی میں نعمت خوانی پایا۔ اسی کی برکت سے یہ مجموعہ کلام آپ کے پیش نظر ہے ورنہ جہاں تک حصول علم کا سوال ہے میں اپنی بیماریوں کے سبب زیادہ تبلیغ حاصل نہ کر سکا اور میری اتنا فارغ اقبال برکو و قوت کوشاعری کر کے گزانتا۔ یہ دعا یہیں ہیں اُن برگوں کی جو نعمت کی مخلقوں میں شرکت فرماتے تھے اور مجھ کو میری نعمت خوانی کے سطح میں دعاوں سے سرفراز فرماتے تھے۔ چشم تصور میں بوجہرے ابھر رہے ہیں وہ ہیں حضرت صوفی نور اللہ

جو ہنوز حادی ہے۔ پھر الیہ اور دوستوں کے اصرار پر ایک بار پھر یادداشت کے سہارے کچھ لفظیں جمع کیں۔

اللّٰه تعالیٰ جناب مُحَمَّدِ أَفْضُلِ بَنِي مَذَلَّةٍ، کے دولت کرے کو اباد رکھے اور طفیل سرکار دو عالم ان کو دو نوں جہاں میں سرفرازی عطا کرے جہاں ہر چیزے قصیدہ بُرُودہ شریف اور اس کے بعد غلت خوانی کی مغلل منعقد ہوتی ہے اور حاضرین جلس صاحب خانہ اور مغلل کے فیض و برکات سے فرشیاں ہوتی ہیں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ امریکہ میں ہبھی بار اسی جلسے میں غلت شریف پڑھی شکا گوئیں قصیدہ بُرُودہ شریف کی محلوں کا سہرا حبیب مُحَمَّد جناب مُحَمَّد حبیب الدین صاحب فرزند جناب محمد حبیب الدین صاحب خلیفہ حضرت مولانا عبد العالیٰ رضی قدری قدس سرہ کے سرہے، جو خود گھی حضرت مولانا قدس سرہ کے مرید ہیں، جن کے دم سے یا زیر غرض تھا ہونے کا احساس نہیں ہوتا۔ حبیب صاحب شکا گلوپوس کے حجکہ تلقیش میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ سرکار دو عالم اور بزرگوں کی محبت سے سرشار حق گوئی ان کا شعار ہے۔ میرے اس مقاطعے کے مصداق ہیں ہے

سرکار دو عالم کے فدائی ہیں جو حبیب
انہاً حقيقة میں اخیس باک نہیں ہے
یہ اپنے والدین کو الیاءِ ثواب کے لیے گیارہ سال سے ہر ماہ اوقاتِ نماز
اُردو میں شائع فرماتے ہیں۔
دوسری غلت و مناتوب کی مغللیں سختی ہیں۔ میرے عزیز دوست جناب

مولانا ہنفی نسیم احمد صاحب بُرُودہ فریدی، حضرت مولا ناسلطان احمد صاحب مسلم ہبہاں اور عزیز میکم کلب علی صاحب شاہید مظلہ کی۔

لغت، متفہمت اور غزل ہر صنف میں بیج آنائی کی مگر کہی محفوظ ہمیں کیا جب جمع کرنے کا شیوال آیا تو غلیں توجیح نہ ہو سکیں البتہ کچھ لفظیں شہرک نعت خواں حضرت سے اور کچھ پرانے کاغذات ڈھونڈنے پر جمع کر سکا اور دیوان مرتب کر لیا مگر کہکھ جاتی تباadolوں کی بنای پر سب خود بُرُودہ ہو گیا اس کے بعد دل برو استہنہ ہو کر دیوان مرتب کرنے کا خیال ہی ترک کر دیا مگر شر کہنا ترک نہ کر سکا اس لیے کہ یہ تو گھٹی میں پڑا تھا۔ اپنے مکان پر منعقد ہونے والے طریقی نعمتیہ مشاعروں کے لیے کہتا رہا۔ البتہ غزل گوئی بالکل ترک کر دی ستمبر ۱۹۶۱ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے چیٹی کے کارپیٹی زبرہ قادری اور فرزند نسبتی سید امان اللہ قادری کے اصرار پر اہلیہ کے ساتھ شکا گلوام کیا گیا۔

تقربیاً ایک سال تک ادنیٰ سے بالکل کٹا رہا۔ ایک دن اس کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک عرب بزرگ پاس آ کر کھڑے ہو گئے وہ تنی عورہ خوشبو لگائے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ اس خوشبو سے ایک عجیب کنشت طاری ہوئی اور اسی میں مندرجہ ذیل شعر موزوں ہو گیا۔

خوشبوں چیز سے خالق نے بنائی ہو گئی
وہ یقیناً سرت آقا کا پرسیز ہو گا۔

کئی دن تک یہ شعر گنگا نتارہ اور اسی عالم میں ایک غلت شریف مکمل ہو گئی۔

پھر اسی بھرپوں بہ تبدیلی تلقینہ دوستیں اور موزوں ہو گیں اور پھر تو سلسلہ چل گلا

مجی اللہین قادری مظلوم، اور گرامی قادر خواجہ بیاض الدین صاحب عطش مظلوم
العالیٰ حنفیوں نے اس ٹبوئے کا دبیا پھر تیر فرمایا ہے اور سکونی تاضی افضل
بیانی مظلوم، العالی، محتمل ڈاکٹر عبداللہ غازی، جانب ذوالقدر علی خال،
جانب سید مسعود صاحب، جانب احمد عبد الکرم اور ڈاکٹر جمیل غازی۔ یہ سب
حضرات مجھ پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔

بزمِ حق کے چہل سکھی طریقے جانب رشید شیخ اور بزمِ ارادو کے روح ڈال
محترم صحنِ چشتی، زین العابدین حسن۔ بزرگ شاعر حضرت نیاز گلبرگوی اور پروفیسر
فرزی کامیون ہوں کہ ان حضرات نے شکا گو کے قیام کو دپچپ بنادیا۔
شکر گزار ہوں جانب ڈاکٹر سروجیں ایم۔ ڈی کا ہو میرے معاف یہیں
اور مجھ پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو ترقیِ مزید سے لفاذے
(ائین)

مجھے ذکر کرنا ضروری ہے اپنی ایسا سردار خامی یوست زندگی کا جو میری
شرکیں جیاتی ہیں اور جن کی رفات کے سبب پوپ کی اعلیٰ تعلیم و تربیت
ممکن ہوئی اور جو بہت اچھا شہری ذوق بھی رکھتی ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام
جلدی مظہر عام پر آئے گا۔ وہ بھی میرے ساتھ شکا گو میں مقیم ہیں اور بھی بھی
محترم ڈاکٹر عبداللہ غازی کے اس شعر کی تفسیر نظر آتی ہیں سے
اس نے تابدِ مجھ کو دیکھا ہے کچھ اس انداز سے
جیسے کہتے ہوں کہ تجھ سے عشق فرماتے ہیں ہم
اس مجموعہ کلام کی اشاعت کے سلسلے میں یہ مذکون ہوں جانب پروفیسر

۲۱

ایاس پیلی صاحب کے دولت کدے پر جوہا بستہ دامن کم میں حضرت
پیر سید فرید الدین چشتی فریدی دامت برکاتہم مجاہدہ نشین حمزہ حضرت سید
منتع الدین چشتی فریدی قدس سرہ عرف موتا میاں کے۔ عزیزی ایاس پیلی
انتہائی تخلص اور صاف یوجوان میں اور وہ مجھلیں اپنی والدہ محترمہ کے ایصال
لواب کے لیے آرسٹ کرتے ہیں۔ قائمین سے درخواست ہے کہ وہ بھی ان
کی والدہ محترمہ کے لیے دعائے مخفف فرمائیں۔ ایاس صاحب کو مجھ سے اور
میرے کلام سے بہت محبت ہے۔ انھوں نے گرفتی زبان میں نکلنے والے
ماہنہاتے "طیبیہ" میں میرا کلام شائع کرا کر مجھے گرفتی داں طبقیں روشناس
کرایا جس کا میں بے حد مذکون ہوں۔

محبے امریکی کی ادبی دنیا میں متعارف کرایا اپنی نیشنل اردو کرکی قیح قیں
تیرکیا (لاس انجلس) نے حنفیوں نے تواریخی لونٹ کے ساتھ میری نعمت ہفت
روزہ "اردو ہنل" میں شائع فرمائی۔ اور میں انتہائی مفون ہوں جانب
رجم حصری صاحب ادیپر "پاکستان نیک" اردو کا جو اکثر دیشترمیر اور
المہبہ کا کلام بہت محبت سے شائع فرماتے ہیں۔

شکا گو میں جہاں ایک طرف دینی مجھلیں سرکار دو عالم صاحبہ کرم اور
بزرگان دین کی سیرت متدسس اور اکابرین و مغلیں اسلام کے کارناوں کو
اجاگر کرنے کے لیے منعقد ہوتی ہیں وہیں علمی مشاعرے، شری طری مشاعرے
اور نشیئں بہت بڑی تعداد میں ہوتی ہیں۔ ان حنفیوں کے روح رواں ہیں
حضرت مولانا پروفسر عبدالستار خال صاحب مظلوم، محترم المقام مولانا جعفر

۲۰

شمار احمد صاحب ناروی (صدر شعبہ عربی، دلیل یونیورسٹی)، فخر خواں حضرت شیعہ
بے پوری صاحب اور کا جھنوں نے اپنی گر انقدر آرام سے اس مجموعے کو
لوادا اور میری ہمت افزائی فرمائی۔

اس مجموعے کی اشاعت اتنی جلد ممکن نہ تھی اگر خصوصی توجہ نہ ہوتی بلکہ
محترم ڈاکٹر مرزا احمد حسین سیفی امدو ہوئی اور جناب سراج رسول پوری کی، اور
دیپسی سلیمان عزیزی ڈاکٹر جیل احمد خاں، ڈاکٹر زبیا جیل اور ڈاکٹر ضیا روف
خسرو مرزا، عام مرزا، بابر مرزا، ریشمائی خاں، جھنوں نے پروف رینگ
اور طباعت کی تمام ذمہ داریوں کو جس و خوبی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب
کو اس کا اجر دے اور خوش و خرم رکھے۔ آئین
قائدین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے مطلع فرمائیں اور بصورت
پسندیدگی دعاۓ نیز سے یاد کریں۔

حکم پائے رونق و شاه فہلان

۱۹۹۵ء

حامد امروہوی
شکاگو (امریکہ)

اللہ کا احسان کر انسان بنایا
اور اُس پر کرم یہ کہ مسلمان بنایا
مجوب کی درحت کا شرف بخشن کے بے نے
مذاہ کیا، صاحبِ دیوان بنایا



حمد باری تعالیٰ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ
تُوْحِدُنَّ بِهِ تُوْلِكُ هے۔ تو مولا ہے تو ہی رب
جَهَنَّمَ وَالْجَنَّةَ میں سب بس کی سُنْنَةٍ دَالَّةٌ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ
دِمْ تیری اُنْفَتْ کا بھرے ہے جگہ سے جسے جگہ پر مکے ہو
حَمَدٌ تِری حَمَدُ کَرے ہے۔ یہ بندہ ہے مولا تو
اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ



اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ
تیری قدرت کے نظارے تیرے ہی جلوے ہر ہڑ
تو ہی ظاہر تو ہی باطن۔ اول آخر تو ہی تو
اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ
تمری کو چاہت ہے تیری۔ ملیل کو اُنفت ہے تیری
غنجوں میں زنگت ہے تیری۔ بچپنوں میں تیری تو شنڈوں
اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ
سورج چاند ستارے تیرے۔ یہ رُمیں نظارے تیرے
میں کیا ہوں اور میرا کیا ہے۔ بس کچھ تیرا تو ہی تو

سلام

بحضور سرورِ کوئین صائحت ملکہ

یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک
 باعث ارض دسامم: ابتداء تم انتہا تم،
 ذات حق کا آئینہ ہو۔ منہر نور حُدُّا تم

 یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک
 شاہزادیں سلطانِ عالم: خسر و خوبیں عالم
 اکھر درد بھائی - المدد اے جانِ عالم

 یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک
 اس کے دکھ کی بھی دوا ہو۔ بھیکِ حکم کو عطا ہو
 یہ لگائے ہے فوابے۔ تم شہ ہر دوسرا ہو

 یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک



یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک
 دونوں عالم کے خزانے۔ دیدنے تم کو خزانے
 جو محظا مرتبہ ہے۔ کون سمجھے کون جانے

 یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک
 کون کیا تم سے بلاہ کر۔ تم شفیع روزِ محشر
 مصطفیٰ تم مجتبیٰ تم، بعد حق تم سب سے بہتر

 یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک
 سید دوسرا ہو تم، احمدِ محنتِ رہنم
 ہم بھیک کئے نہیں ہیں۔ تا قل مسالا رہو تم

 یا نبی سلام علیک یار رسول سلام علیک
 یا صبیت سلام علیک صسلوۃ اللہ علیک
 صبح تم سے شام تم سے۔ گردشیں ایام تم سے
 شانِ روزِ تیامت۔ عاصیوں کو کام تم سے



آج خیر الامم آتے ہیں
رہبروں کے لام آتے ہیں
تو نصیح و شام کیا میں
باعثِ نصیح و شام آتے ہیں



ہر وقت زبان پر بوشنا کے شدیدیں ہے
واہنہ کہ یہ خوبی تقدیر ہے میری
یہ فخر ہے حادیں غلام شہ دین گہری
جنت جسے کہتے ہیں دہ جاگیر ہے میری

سچاٹ نسلِ کدم ہو گئی جن کے دستیے سے
وہ بن کر رحمۃ اللہ علیمین تشریف لاتے ہیں

یہ وہ ہیں جن کو سب میدانِ محشر میں پکاریں گے
گنہ گارو! شفیع المذنبین تشریف لاتے ہیں

مرے سرکار کی ذرہ نوازی تو کوئی دیکھے
جہاں بھی یاد کرتا ہوں دیہ تشریف لاتے ہیں

بھے جن کا حُسن و بھر زینت کون دمکانِ حمد
مبارک وہ حسینوں کے حسین تشریف لاتے ہیں



جہاں والو! مبارک شاہ دیر تشریف لاتے ہیں
زمیں پر عرش کے مندیہن تشریف لاتے ہیں

دو عالم کے حسینوں سے حسین تشریف لاتے ہیں
خوش! محبوب رب العالمین تشریف لاتے ہیں

خدا کے بید جو افضل ہوئے ساری خدائی میں
وہ جن کا کوئی ثانی ہی نہیں، تشریف لاتے ہیں

خدا کا آخری پیٹام لے کر اے جہاں والو!
تمہارے پاس ختم المرسلین تشریف لاتے ہیں



لے کے پہنچاں حق آخی
کچ حق کی زبان آگئے

خوت گمراہیوں کا گھیا
رہبہ سر کارداں آگئے

لے کے پہنچاں "لائفٹوا"
شانہ عاصیاں آگئے

کیوں نہ حامد ماتاں خوشی
سردہ انس دجال آگئے



وہر کون د مکان آگئے
صَدِّرِ بزم جہاں آگئے

رونق د چہاں کیوں کہوں
باعث د جہاں آگئے

جن کے جلوؤں سے روشن ہوئے
یہ زمین و زمان ، آگئے

مٹ گئیں کفر کی ظلمتیں
نور کون د مکان آگئے

مرڈہ ہو تم کو ابی جہاں
سَرِّدِرِ د چہاں آگئے



ہر آن بلتی ہے خود نظمِ سیاست
سرکارِ جو لائے دہ نظامِ اپنی جگہ ہے

یہ گوش دوڑاں کے زبانے نہ دیے گا
بوقت نے دیا ہے وہ پیامِ اپنی جگہ ہے

آئے ہیں زمانے میں نبی اور بھی میکن
حالم درے کا مقامِ اپنی جگہ ہے



شہان زمانِ کامِ مقامِ اپنی جگہ ہے
سرکارِ دُنیا کا خلامِ اپنی جگہ ہے

اقامرے ایسے ہیں رسولِ میں کرچیے
شیع کے داؤن میں امامِ اپنی جگہ ہے

اُن کے رُخ رُشن سے بھلایا نہ نسبت
وہ اپنی جگہ، ما و تمامِ اپنی جگہ ہے

چلنے کو تو چلتی ہے نسیمِ سحری بھی
پر آپ کا اندازِ خرامِ اپنی جگہ ہے

بُرے ہیں زمانے نے بہت ساغر دینا
لیکن میئے توحید کا جامِ اپنی جگہ ہے



تو نے تو اپنے گلاؤں کو قبائل بخشیں
اور ہبند سے خالی نہیں کرنا تیرا

بے نواؤں کو نوازیرے کرم نے بخشی
بے سہاروں کا سہارا بے سہارا تیرا

کس نے انسان کو جیئے کا سلیقہ بخشا
آدمیت پر یہ احان ہے کس کا؟ تیرا

ذکر تیرا نہیں موقوت زمیں پر آتا
آسماؤں پر رہا کرتا ہے چھا تیرا

ختم ہوتی ہے جہاں سرحد فرم داداں
اُس سے آگے ہے کہیں نقشِ بخت پا تیرا

میری دنیا میں اندر ہوں کا لگر نامکن
ہے تصور میں مرے چاند سا چہرہ تیرا

بلغِ جلت سے حسین یون نہ ہو کوچا تیرا
جس میں ہر سمت مہلت ہے پسیدہ تیرا

جو کسی کا بھی نہیں ہے دہ ہے تیرہ تیرا
حرم را ز خدا ، جاننے والا تیرا

تیرے الاطاف و کرم کا تو سکھ کا ناکیا ہے
بھیک دیتا ہے شہنشاہوں کو منگٹا تیرا

روئے اقوس سے بھلا چاند کو نسبت کیا ہے
اس سے بہتر ہے کہیں پاؤں کا تلوایہ

یہ لکھی درپہ نہ جائے گا ترے در کی قسم
تیر مذاہ یہ حاصل تو سے منگتا تیرا



تمکیلِ عاشقی ہے جو در و جگر ملے
معراجِ بندگی ہے اگر ان کا دار ملے

یہ اپنی اپنی خوبیِ صممت کی بات ہے
ایسے بشر بہیں ہم، ہمیں خیر البتہ ملے

دیکھی ہیں ہم نے ان کے لگاؤں میں باجہ
ان کی گلی کے زردوں میں شس و فرٹے

دیکھا تو موڑ پر راہِ حیات کے
میرے نبی کے نقشِ قدم راہ بر ملے

دیکھتے تو کوئی اُن کے کرم کے یہ سلسلے
اُن کے کرم سے اُن کے کرم کس قدر ملے

صلیٰ۔ یارِ نار کی صورت نظر میں ہیں
کبھے میں دی اذان توحضرت عَزَّزَ ملے

قرآن پڑھ رہے تھے کہ عثمانؓ مل گئے
جیدؓ کہیں لئے ہوئے خیر کا درملے

ہونزاد رہا دولتِ دیدارِ مصطفیٰؓ
مزہ جہاں سے جب مجھے اذن فرملے

خیرہ نہ ہو گاہ فردغِ جمال سے
جلوے میں تو ساقہ ہی تاب نظر ملے

آنکھیں ترس گیں درِ والا کی دید کو
سر کاراً اب تو چارہ درد جگر ملے

میری بھی حاضری ہو دیا رسولؐ میں
میری شبِ الٰم کو بھی رنگِ سحر ملے

ہیں نے لکھی ہے نعت رسالتِ آپ کی
نکرِ رسالہ کو آج مری، بال و پر ملے

حَمَدْ فَنَاءَ عَمْ سَرْكَارْ چَهِيرَ دَيْ
عَمْ ہائے روزِ گار سے کچھ تو مفر ملے





تحت و تاج داون کو کیا نگاہ میں لائی
ہم اگر جلد پائیں ان کی چشم رحمت میں

نوسے بھرا سینہ، دور ہو گئیں کیسے
آگیا جسے جینا آپ کی محبت میں

گھر میں ان کی بارودن کے ہر طرف اجالے میں
بزم دل بھالی ہے ہم نے شام فرقہ میں

یہ سنا ہے اُس در پستین سوزرتی ہیں
آئیے چلیں حامد بارگاہ حضرت میں



حش میں چھپائیں گے دا من شفاعت میں
کام آئے ہیں آقامیری ہر مصیبہ میں

اُن کو پوچھنے والا کون ہے قیامت میں
تم کو چھوڑنے والے پڑگے مصیبہ میں

لکھ کے اک قصیدہ ہم ان کی شان رحمت میں
اُن کے سامنے پڑھنے جائیں گے قیامت میں

ذکر کیا ہے انساں کا، لے کے اپنی فرادیں
جاوز بھی آتے ہیں آپ کی عدالت میں

لاے تو کوئی ثانی اُن کے جان خاروں کا
صدق میں، عدالت میں، حلم میں، شجاعت میں

اُن کے دستِ اقدس نے دلگیری میں کی ہیں
اُن کی چشمِ رحمت نے آئتوں کو ٹالا ہے

اپنے جذبہِ دل کو راہِ بر بست لوس گا
راستہ مدینے کا اس کا دیکھا بھالا ہے

یہ نہیں فقط کاغذ، جس پر نعمتِ لکھی ہے
روزِ حشر بخش کے دا سطے قبلا ہے

مجھ کو اپنے آقا پر نازِ کیوں نہ ہو حامد
آن کا انوکھا ہے، شان کا نرالا ہے

عمر کا سفہناب آرگا کنارے سے
رات کٹتی حامد، دن نکلنے والا ہے



جس کے روایےِ روش کا ہر طرف اُجالا ہے
کون ہے حسیں ایسا، میرا کسلی والا ہے

نورِ حج جو چکا ہے چٹپیں سے فرار کی
کل بھی روشنی ہو گی، آج بھی اُجالا ہے

اسے جیسا تھمت پر نازِ کیوں نہ ہو بخچو کو
دو جہاں کی رحمت ہے، جس کو تو نے پالا ہے

کون رکھنے والا ہے لاج ہم عربیوں کی
اپ کے سوا میری کون سننے والا ہے

جب بھی راہِ ہتھی میں اوپر پڑھ آئی ہے
اپ نے مدد کی ہے، اپ نے سنبھالا ہے

بنے گی ایک بُونہ جو رہتی دنباٹک
مرے حصنوں کی کچھ ایسی زندگی ہو گی

ہمارا سویڈروں زمگ لائے گا اک دن
یقین ہے دراقوس پہ حاضری ہو گی

بیں دل میں عشق شریدیں کارانگ رکھتا ہوں
مری لحد میں بھلا کیوں نہ روشنی ہو گی

تمہاری یاد ہے میری حیات کا حامل
تمہارے نام پہ مستران نندگی ہو گی

صلبا کے ناز اٹھانا یہ بلسب توبہیں
تمہارے کوچے میں جانے کی بات کی ہو گی

مچھے کئی سا تھیں لے میں جو ناز اُن حرم
کرم کریں گے، بڑی بندہ پروردی ہو گی



نگاہ یاس جب اُن کی طرف اٹھی ہو گی
ہماری بُجڑی ہوئی بات بن گئی ہوئی

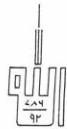
گھٹا کرم کی مدینے سے جب اُٹھی ہو گی
تو عاصیوں کے سرحد پر برس گئی ہو گی

گئی ہے کفر کی نلمت یہ کہہ کے کہہ سے
کہ اب یہاں رُخ احمد کی روشنی ہو گی

کوئی کسی کونہ پوچھ گا جب قیامت میں
نبی کی چشم کرم ہم کو ڈھوندئی ہو گی

کرم میں اُن کے کبھی ہو یہ غیر ممکن ہے
مری طلب میں یقیناً کوئی کمی ہو گی

ذکر اُن گا در اقصیٰ پڑھا کے اے حمد
اگر یہ بات مرے اختیار کی ہو گی



یہ بام ملکوں کا سامنا تو گام گام کیا
مگر اُن کا کرم ہر قدم پر سیرے کام کیا

ترس آئی گیا اُن کو مرے حال پر پشاں پر
خدا کا شکر ہے میرا دل ناکام۔ کام کیا

تمہری بھی نہیں کرتا کبھی آزاد ہونے کا
غلابی میں تھماری جو شہزادی عالی معتمام آیا

یہ رات آئی تھمارے گیوں پر صدقہ ہونے کو
غدا ہونے رجھ چور پر ماہ تسامم آیا

دہ تھی یادِ نبی جس کے سہارے مل گئی منزل
دہیں کنام نای تھا جو ہر شکل میں کام کیا

ملاجپ حشر میں انعام اُن کے محظوظان کو
مرے حصے میں حاصلِ بادہ کوثر کا جام کیا



جس میں مرے آقا کی محبت نہیں ہوگی
ایمان کی اُس دل میں حرارت نہیں ہوگی

ہوگی نہ جملک اُسی میں الگ کوئے نبی مُکی
پچھا اور ہی ہوگی، مری جنت نہیں ہوگی

رکھیں گے تصویر میں شیخہ شری دیں کو
ہم کو تو لحد میں کوئی وحشت نہیں ہوگی

سرکار کا دامانِ کرم ہو گا میسر
اک عید سی ہو گی دہ قیامت نہیں ہوگی

سرکار سے مل جائے گا جو دل میں ہو حاصل
انہا بِ نتا کی صورت نہیں ہوگی

○

۷۱

۷۰

اے نعمتیں تری جلوہ طرزی کے شار
دل کے کاشانے میں ہمان ہی رسول عربی

دل بے تاب نہ کر خفت قیامت کا نذر
مغفرت کا تری سامان ہیں رسول عربی

اُس کو کیا خوت حادث کا بھلاکے حامد
جن کی کشی کے نگہبان ہیں رسول عربی



باعثِ عالمِ امکان ہیں رسول عربی
قہقہِ زیست کا عنوان ہیں رسول عربی

ساریِ خلائق سے افضل ہیں سولانِ رام
اور ان سب میں عالمیں ہیں رسول عربی

اپنے محبوب کو بھیجا ہے ہمایت کے لئے
ہم پر اندھہ کا احسان ہیں رسول عربی

اپ کو جان کے، اندھہ کو پہچانا ہے
اپ سرچشمہ عرفان ہیں رسول عربی

روشنی چاند اور تاروں نے
روئے بدال رہی اسے پائی ہے

جلتے ہیں جس جگہ پر جریٰ
اُس سے آگے تری رسائی ہے

یہ اُنھیں کا کرم ہے اے حاد
نت اُن کی جو لب پر آئی ہے



سیری کشتی بھنر میں آئی ہے
کلی دالے اُتری دُہائی ہے



ذات والا صفات کیا کہنا
منظہر شان کبریائی ہے

کیوں صبا پھر رہی ہے اِمانتی
کیا مدینے سے ہو کے آئی ہے

سبز گنبد کی جالیوں کے قریں
بھج کو ارمان جہ سائی ہے

حق نے تیرے لئے مشم والا
بزم کون د مکان سجائی ہے



دہی یہاں کے لئے ہیں دہی دباں کے لئے
حضرت باعث رحمت ہیں دو جہاں کے لئے

عطلا ہو جذبہ اُنفت اُسٹ تری کا
بلال کا نب و لجو ملے اذان کے لئے

زمام قافلہ شوق دل کو سونپی بے
کہ راہ بر کی مزورت تھی کارداں کے لئے

یہاں کوئی نہیں تھیں ہستہ داٹا
کرم حضیر کا بے عام دو جہاں کے لئے

نگاہ شوق کو ہے آرزوئے نظارہ
جبین شوق بے تاب آستان کے لئے

حباب روز تیامت کا عشم نہ کھامد
دعا حضور کی محفوظ بے دباں کے لئے

○

44



نہیں دہ سوئے جنت آنکھ پھر کر دیکھنے والے
جو ہیں سرکار کے روپے کا منظر دیکھنے والے

نکھتے تھے دہی دا لیل کے حسن معانی کو
حقیقت میں جو تھے زلف پیغمبر دیکھنے والے

ہم تو بس عنایت چاہئے ساتھی "لوڑی"
دہ کوئی اور ہوں گے سوئے کوثر دیکھنے والے

ہٹا سکتے نہیں ہیں راہ حق سے ہم کو ہٹانے
ہیں ہم روز ازل سے روز محشر دیکھنے والے

کرشش ایسی ہے کچھ ذات طبیعت میں کلائے حاد
یہ کہتے ہیں کہ پھر دیکھیں مکر دیکھنے والے

○

44



صیبِ حق شہنشاہ دوسرا ہوکر
ذکر کوئی زانے میں آپ سا ہوکر

خدا ہی جانے حقیقت میں کون میں کایاں
چلک دکھا گئے جو بہتہ خدا ہوکر

سوائے آپ کے ہے کون پوچھنے والا
میں اور کس سے کوئی عرض نہ آپ کا ہوکر

یہ راہ کا بھاشان آج ایک منور ہے
حضورِ ختم رسالت کا راستا ہوکر

قسم خدا کی زاد ہو اُس کی تھوکر میں
مرے حضور کا دیکھے کوئی گدا ہوکر

یرہا ہوا ہوں غمِ روزگار سے خالہ
بنی کے دردِ محبت میں مبتلا ہوکر

(C)

۲۸



دن سمجھن سے ہے رات تم سے ہے
روشنی کائنات تم سے ہے
زندگی بخش دوجہاں، تم ہو
موت تم سے حیات تم سے ہے
ادر ہے کون پوچھنے والا؟
عاصیوں کی نجات تم سے ہے
تم ہی دلها ہو بزمِ غشیر کے
یہ انکھی برات تم سے ہے

۴۹

بے یہ جو کچھ بھی بنم امکان میں
سردی کا سرتات تم سے ہے

اس بخشش کی کل قیامت میں
ذات والا صفات تم سے ہے

بے بھارا، ہی اک گدا حاد
اس کی بخشش کی بات تم سے ہے



در انکس پر میرا سرچھکا ہے
تصور نے ہماں پہنچا دیا ہے

زالی سب سے شانِ مصطفیٰ ہے
کوئی ایسا زمانے میں ہوا ہے؛

بی ایسا کر ختم الانبیاء ہے
حسین ایسا کر بحربِ غدا ہے

خدا نے ان کو ماں کر دیا ہے
جسے جو کچھ ملا، ان سے ملا ہے

جسے کہتے ہیں ستہ آن منظم
دہ ان کا دعویٰ ہے ان کی شتابہ

عیالِ داشس سے رُخ کی تجی
ہماں دلائل میں زنتِ دنابے



نَسْرَةِ عَشْتَ سے سُر شارِ غلامُ اُن کا ہے
دُور میں دیکھئے اس وقت بھی جامُ اُن کا ہے
شیشُ اُن کا ہے، ہبُوُنُ کا ہے، جامُ اُن کا ہے
میرے ساتیٰ یہی دہ میخانہ تمامُ اُن کا ہے
جس کی تقدیر پر شاہوں کو بھی آ جاتا ہے رشک
ہے بلان جوشی کون؟ غلامُ اُن کا ہے
نہم وادرک کی انساں کے رسائی معلوم
آج تک کوئی نہ سمجھا، جو مقامُ اُن کا ہے
ابنی باتیں بھی بیان کی یہیں زیال سے اُن کی
حق کو مرغوب بہت طرزِ کلامُ اُن کا ہے

چک بتلار ہی سے بھکشاں کی
گذر اس راہ سے اُن کا ہوا ہے

دو عالم سے ہے مستقیٰ مراد
محیے سر کار گئے اتنا دیا ہے

ترتا رے شہنشاہی نمارم
بھی کہتا ہے جو اُن کا گالا ہے

نگاہِ مردِ مومن سے خدا یہیں
دلِ مومن مقامِ مصطفیٰ ہے

نهیں شس د قمر کا نور حامد
بس اُن کے روئے روزن کی خیاہ



ہم نے دیکھا ہے کہ کلامِ زمان کے خلاف
وہ شکایت نہیں کرتا جو غلامِ ان کا ہے

کتنا خوش بخت ہوں میں ان کے کرم کے صدقے
نزع کے دقت زبان پری نامِ ان کا ہے

قبر میں دیکھ کے اے کاش فرشتے یہ کہیں
اس کو کوئی نہ تارے، یہ غلامِ ان کا ہے

عرشِ درکسی ہی پر موقوت نہیں لے حاصل
جو بھی پچھ کون دملکاں میں ہے تمامِ ان کا ہے



اپنے خیسِ الاتام ہیں آتاُ
دہبروں کے امام ہیں آتاُ

ردِ بنِ صبح و شام کیا منی
باعثِ صبح و شام ہیں آتاُ

جن کی طحکر میں اک زانہ ہے
اپنے کے دہ غلام ہیں آتاُ

حق کی جانب سے دوں عالم میں
اپنے محنت اپنے عام ہیں آتاُ

منیٰ بود دمر محنت ہیں حضور
معدنِ لطفِ عام ہیں آتاُ

ہے بہت دور منزیل اُتھی
اور ہم سُخت گام میں آتا



پچھے نہیں ہے ہمارے ساغر میں
غیر بادہ ہے جام ہیں آتا

ہم تو حادم ہیں مانگنے والے
محبوب خش مُدام ہیں سما

آخر کوئی نہیں ہے تری رحمت کے سوا
میرے پیے نہیں کچھ، اٹک بِنامت کے سوا

چاہیں کچھ بھی نہیں آپ کی چاہت کے سوا
کوئی دولت ہی نہیں عشق کی دولت کے سوا

میرے اعلیٰ بُرے ہیں وہ نظر پھیر دلیں
یہ تیامت نہ لگڑ جائے تیامت کے سوا

منھ پھپانے کا دد عالم میں ٹھکانہ نہ ملا
شانِ حشرتے دامن رحمت کے سوا



نزع میں، قبریں اور حشر کی ہر مشکل میں
کام کیا نہ کوئی آپ کی رحمت کے سوا

میں نے ان سے بھی محبت، یہ محبت کی ہے
جن سے کچھ باقہ نہ یا مرے نفرت کے سوا

آؤ حامد چلو یہ نعمت سنائیں ان کو
جن کو کچھ بھی نظر آتا نہیں بعثت کے سوا



نہیں ہے کسی کی جو ہے بات ان کی
خدا سے ہوتی ہے ملاقات ان کی
تمتا ہے لکھتا رہوں مرے دم تک
کبھی حیر بایدی، کبھی نعمت ان کی

میں چھوٹا ہوں کیا مجھ سے تعریف ہوگی
برٹے میرے کافی، بڑی بات ان کی

خدا کی قسم، یہ خدائی نہ ہوتی
نہ ہوتی اگر درمیان ذات ان کی

انھیں سے ہے قائمِ نظمِ زمان
تو ان کا ہی یہ دن ہے، یہ رات ان کی

چلو عاصمہ! ان کے دامن میں چھپنے
رکھے گا خدا حشر میں بات ان کی



گداتو گدرا ہیں گداؤں کا کیا ہے
شہنشاہ پاتے ہیں خیرات ان کی

سلاموں کے گھرے ہیں تجھے نبی کا
درودوں کی ڈال ہے سونات انگی

ہمارا تمہارا تو کیا ذکر یارو
خدا کر رہا ہے مدارات ان کی

تمنا ہے حامد کی اک روز یا رب
پڑھے جاکے روشنے پروانات انگی

○

جزء عشق ہملا ابھی بھر لور نہیں
ہوش باقی ہیں ابھی شمشادل چور نہیں

میں بھی طبیب کو چلا جاؤں یہ مقدور نہیں
ہاں اگر ان کی عنایت ہو تو کچھ دو نہیں

بے طلب گوہر تصور ملا کرتا ہے
ماجھ پھیلانے کا سرکاریں دستور نہیں

سردہ کیا سرتے درکی نتیپ ہجوں میں
دل دہ کیا دل جو تری یاد سے معمور نہیں

جو بدل جائے کبھی مصلحت و نت کے ساتھ
مملکتِ عرش میں ایسا کوئی دستور نہیں

چاہے کچھ بھی ہو حقیقت میں نہیں کچھ آمد
آپ کے نام کی نسبت سے جو شہر نہیں



بس تراجم، تری یادیں، تاریخ، تذاکر
اس سے ہٹ رہیں کی حال میں فروختیں

عیسیٰ کھل جائیں سحر شرگہ گارڈن کے
اپنے سرکار کے مددتے انہیں فتوح نہیں

جب بھی اشکل میں پکارا ہے چلے لئے ہیں
کون اپنا ہے اپنی دوسری دو نہیں

چاہئے والے تو راضی بر خوار ہتھیں
شکوہ پر لب نہیں بلیں نہیں، رجھو نہیں

اک نقطہ آپ کے روپے کی زیست کے وا
اور کوئی بھی علاج دل رجھو نہیں

میں گنگہ گارڈ سیے گارڈ خطا گارہی
میری بخشش تری رحمت سے گردور نہیں

یہ سیم دزد، یہ منا صب ایک و شست
سلوں تلب میر نہیں تو کچھ بھی نہیں

تو چاہے کچھ بھی ہو حادثہ مگر یہ یاد ہے
غلام ساتی کوڑھ نہیں تو کچھ بھی نہیں



جودل میں یاد ہے میر نہیں تو کچھ بھی نہیں
نظر میں وہ رُخ اوز نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ہم نے مانا کو دل کام کی ہے چیز ہے مگر
اسی ناف بیسی نہیں تو کچھ بھی نہیں

جیسیں شون گئی ہے بندگی کا دتی گئی ہے
مگر خصیب ترا د نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہزار شعیں جلا لے خود زمانے میں
حریم دل جو منور نہیں تو کچھ بھی نہیں



شادہ ہر دوسرے مل گئے
رحمتِ کبیرا مل گئے

درد و غمِ والم کی دوا چاہیئے مجھے
دامانِ مصطفیٰ اکی ہوا چاہیئے مجھے

اپنی قسمت پر نماں ہیں جم
سردو انہیں اُمیں گئے

دافتہ ہیں آپ خود مرے عالی تباہ سے
میں کیوں ہوں زبان سے کیا چاہیئے مجھے

مرٹ گیس کفر کی ظلتیں
شیخ نورِ خدا مل گئے

بس ایک ہی نجات کی صرفت ہے ایحصار
دامنِ تھارا روزِ حشرنا جاہیئے مجھے

راہ آسان تر ہو گئی
آپ جب رہ نماں گئے

خواش ہے آبودک نہ شہرت کی جھوٹ
مدحت کا روزِ حشر مسلم چاہیئے مجھے

روزِ محشر کا کھلا ہیں
اب شفیع الوری اُمیں گئے

حامد تلاش یار میں نکلوں گا بعد کو
پہلے تو صرف اپنا پتا چاہیئے مجھے

مجھ کو مشکل سے کیا داسط
میرے مشکل اُخراج لے گئے

حق تو ہے کہ حق کی قسم
ذاتِ حق کا پتہ خدا ملے گئے

ہم بھٹک جائیں مکن نہیں
آپ کے نتش پاں ملے گئے

ہم کو عالم خدا مل گیا
جب جیب خدا ملے گئے



دل دہ کیا دل جو ترے درد کا خواہاں نہ ہوا
سردہ کیا سر، جسے در کا ترے ارمان نہ ہوا

چاہے دہ کچھ بھی ہوا صاحبِ عرفان نہ ہوا
جو غلام آپ کے در کا شہزادی شاہ نہ ہوا

آپ کے عشق سے جب تک نہ ہوا دل آباد
میرے غم خادِ ہستی میں حبِ راغان نہ ہوا

شافعِ روزِ جزا، آپ کی رحمت کے سوا
ادر کوئی بھی گندگار کا پُرساں نہ ہوا

آپ نے تو مریٰ بخشش کی دعا میں مانگیں
ادر میں اپنے کے پر بھی پیشہاں نہ ہوا

غم نہ تھا کوئی جو مجھ کو نہ ملا ہو لیکن
اُن کی رحمت کے تصدیق میں پریشان نہ ہوا

میرے سر کاڑ زمانے میں نہ آئے جب تک
کسی صورت بھی علاجِ عینم در دار نہ ہوا

شوئی بخت کر طیبہ کی زیارت نہ ہوئی
نچھے شوق کی تسلیں کام سامان نہ ہوا

سوئے طیبہ مجھے کیوں دھشت دل لے نہیں
اے جنوں کس لئے! مجھ پر ترا احسان نہ ہوا

اُن کی مدحت کے جہاں بچوں کھلتے لے خادم
آشنا رنگ خوان سے وہ گلستان نہ ہوا



امیر نے یوں رتبہ بر جیا شبِ مراج
حضرت کو سر عرش بلایا شبِ مراج

گلشتِ جناب شہرِ لاکھ کی خاطر
رماؤں نے بھی جنت کو سجا لایا شبِ مراج

دہ مرتبہ پایا نہ کسی اور نبی نے
جو احمدؐ مختار نے پایا شبِ مراج

بیدار ہوا اپنا بھی خواہ بسیدہ مقدار
جمریں نے جب اُن کو جلا لایا شبِ مراج

یہ ذاتِ گرائی تو بے دہ ذاتِ گرائی
جس نے ہمیں دوزخ سے بجا لایا شبِ مراج

اٹھ رے اعیاز کج جب بوٹ کے آئے
زنجیر کو بُلتا ہوا پایا شبِ مران

جس شب ہو زیارت ترے مجب کی مجھ کو
میری تو دھی شب ہے خدا یا شبِ مران

اٹھ نے حادثہ شہی لولاک لما کو
ہر چیز کا مختار بنتا یا شبِ مران



عرشِ اعلم کو چلے شاہِ اُمَّ کَج کی رات
ہو گئے طالبِ مطلوبِ ہم آج کی رات

کھا کے حضرت نے شفاعت کی قسم آج کی رات
رکھ لیا امتِ عاصی کا بھرم آج کی رات

بہر گل گشت جو آئے کوئیں سلطانِ سلسلہ
تابدیے ہے گلزارِ قدم آج کی رات

بہر گل آتے ہیں حضرت کو بلانے کے لئے
حق کا ہوتا ہے شہرِ دُبیں پر کرم آج کی رات

اُتھی ہوں ن پریشان غم عصیاں سے
دور ہو جائیں گے سب رنگ دام آج کی رات

جب کہا خلق اکبر نے "محمد! ما نگو"
دیں سر کارڈ کو یاد آگئے ہم آج کی رات

جس قدر ناز بھی ہواں کو بجا ہے مائد
نمٹ احمد ہیں ہے مصروف تلمذ آج کی رات



آج خضرے میں ہے ایمان مدینے والے
اور امت ہے پریشان مدینے والے

شافعی دوزِ حبہنا، مالکِ حوض کوثر
آپ تو ہیں مرا ایمان مدینے والے

پھر تری دیپ کے مشناقِ دُمّنائی ہیں
سارے عالم کے مسلمان مدینے والے

جس نے دارائیِ عالم کا سکھایا تھا سب
پھر عطا کر دی جی عزیزان مدینے والے

آج پھر کفر صفت آلا ہوا اسلام کے ساتھ
اور ملت ہے پریشان مدینے والے

کشتی امتی عاصی کو سماہارا دیدے
آج ہر موج ہے طوفان مدینے والے

مزدہ نصرتِ اسلام سنادے ہم کو
کشتی دیں کے نگہبان مدینے والے

قصہِ کسری کی دس بھی ستمی حقیقت جس نے
پھر عطا کر دی عرفان مدینے والے

کاش حامد کو بھی ہو دولتِ دیوارِ نصیر
اور ہو بجھ پر یہ مستربان مدینے والے



زیان پر شکوہ روح دام لایا نہیں کرتے
بُنیٰ کے نام لیا عام سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ دہ دہ بے جہاں تاہے بے باخچے ہے سب کپھ
اسے ناداں؛ یہاں داں کو پھیلایا نہیں کرتے

یہ دبارِ ساتھ ہے یہاں اپنوں کا کیا اہنا
یہاں سے باخچے خالی عیسیٰ کھی جایا نہیں کرتے

میں آنسو پی لیا کرتا ہوں رازِ غم چلپائے کو
دہ میرے اشک میں داں پر جو کایا نہیں کرتے

محبت میں زیان کا لفڑا کچھ منی نہیں رکھتا
یہ دہ سودا ہے جس کو کر کے پھٹایا نہیں کرتے

محبت کس کو کہتے ہیں ، روزِ عاشقی کا یہیں
یہ بائیں بس سمجھ لیتے ہیں کبھیا نہیں کرتے

مریئے سے بہاریں نام جانے کا نہیں تھیں
بہاں جو پھول کھلتے ہیں وہ مر جمیا نہیں کرتے

جودا بستہ ہیں اُن کے داہن درستے اے حمد
کی کے سامنے وہ باقی پھیلایا نہیں کرتے



مرے گھر تاں خیال میں بخدا تھیں سے بہارے
دہ مری نگاہ میں پھول ہے جو تھاںے دشت کا فاراہے

محبہ تم تھے کچھ ہو عورتی کیا ، یہ دل دھڑکنے تو میں چیزیں کیا
مری کائنات میں جو بھی ہے وہ تھاںے رُنے پنشاراہے

مری زندگی میں ہیں رُنپیں سترے نام سے ترقی یاد سے
ترانام دھڑکن کون ہے ، تری یاد دھڑستہ ار ہے

مرد مہر کی یہ تھیں اس میں تھاںے ذور کی جملیاں
جسے لوگ کہتے ہیں کہکشاں دہ تھاری راہ لگزاراہے



میں گناہ بگار ہوں پت ہوں تھی دامن و تھی دست ہوں
سر حشر میری نجات کا نکھر کرم پر مدار ہے

مری بصیرت ہے عدوں پر تڑی جسٹس میں کمال بر
ذمہ گناہ کی انتبا، نہ ترے کرم کا شمار ہے

صفت ان کی حامی ہے نوجوان کرے بھی تو کیا کرے
کوئی آج تک ذمہ سکا جو نئی کا عزت و دقار ہے



کتنا مجبوں دہ دن اور دہ مجہنہ ہو گا
جب مرے پیش نظر شہر بدیسیہ ہو گا

آگے ہر ایک سے ہو گی نجگ شوق مری
سوئے طیبہ جو رواں اپنا سفینہ ہو گا

زندگی ختم اگر ہو گی درِ اقدس پر
دہ مری موت نہ ہو گی مرا جینا ہو گا

کس نے خون کر دن قبر کی تاریخ کا
لزر ایمان سے منور مرا سیسیہ ہو گا

(ق)

اُس کا انداز زمانے سے مجبا پاؤ گے
ان کے عاشق کا نزاہی تقریبہ ہو گا

دل میں جھانکو گے تو پاڈ گے حرم کا نتش
اور آنکھوں میں مدینہ بی مدینہ ہو گا

خوبیوں چیز سے خالی نے بنائی ہو گی
وہ یقیناً مرے آقا کا پسینہ ہو گا

اپنے پیران طریقت سے عقیدت رکھئے
خلد میں جانے کا حاصل ہی زمینہ ہو گا



حق نے جس حُن سے دنیا کو سنوارا ہو گا
ہو گی خیرات تری، تیسرما اُتارا ہو گا

مرت اک تم پڑ غربوں کی لگی میں نظری
تم نہ ہو گے تو بحلا کون ہمارا ہو گا

جانے کس دن مگرِ مشق کی بن آئے گی
جانے کب گنبدِ خضرما کا نظرا ہو گا

میں کسی اور سے مانگوں ترے ہوتے آتا
یہ گوارا نہ ہوا ہے، نہ گوارا ہو گا

آگے ہوں گے دیں اُس کی مدد فرنے
اُن کوشکل میں جہاں جس نے پکانا ہو گا

کیا بھائے گی بھلا گردش دراں اُس کا
جس کو حاصل مرے آتا کا سہلا ہوگا

تو بھی کہہ دینا ہواے باہمیا کیجاہے
یون تو مسلمانِ اخیمن خال ہنالا ہوگا

نام یوا جو بھلوں کے ہیں تو پھر لے جائے
دوئں عالم میں بھلا کیوں نہ ہنالا ہوگا

جائیں گے جائیں گے، سرکار میں پھیرا ہوگا
ہوگا ہو گا شب، بھرنا کا سوریا ہو گا

زینت بزمِ جہاں حق نے بڑھانے کے لئے
نور اُن کے رُخ اور کا بچھیسرا ہو گا

اُن کی یادوں کے چاغوں کو جلا رکھا ہے
اب بھلائیکے مرے گھر میں اندر ہنرا ہوگا

غیر بھٹکے گا قیامت میں مزا آئے گا
دہ تو چھپ جائے گا دم میں جو تیرا ہوگا

مھو گنہ گار پ آٹ کا کرم تو دیکھو
دہ مرے ہوں گے جہاں کوئی نہ میرا ہوگا

میری تقدیر کے بل اتنے ہی کھل جائیں گے
بتنا سایر تری زلفوں کا گھنیہ ہوگا

طاہر دل کا کھسپاں اور ٹھکانہ خاں
اُن کے کوچے کے درختوں پر بسیرا ہوگا



کب کہا، کس سے کہا میں نے کہ دولت چاہیئے
مھو کو تو سر کارہ کی چشم عنایت چاہیئے

مھو کو جنت چاہیئے ہاں مھو کو جنت چاہیئے
پاہیئے جنت، مگر اُن کی بدلت چاہیئے

اُس سے یہ کہہ دو کہ وہ جاکر مدینے میں رہے
جو یہ کہتا ہے اُسے دنیا میں جنت چاہیئے

یہ گناہوں کی سیاہی دُھل تو جائے گی مگر
اس کو دھونے کے لئے اشک نداشت چاہیئے

خود بخوبیت میں پھر تبدیلیاں آجائیں گی
پہلے تو اُن کے غلاموں جیسی صورت چاہیئے



دل در و مجامی کی دلماںگ رہا ہے
دaman شہر زندہ جو دلماںگ رہا ہے

دنیا سے نلا ہے مرادِ حق عبادت
سرکار کا نقشِ کفت پا دلماںگ رہا ہے

بدرے ہوئے حالات میں یہ دبرِ یزیدی
پھر عزمِ مشہ کرب دلماںگ رہا ہے

جو کچھ بھی ملے گا تری رحمت سے ملے گا
معلوم ہے، دل پھر کھی دلماںگ رہا ہے

لادے کوئی لادے اسے خاکِ درِ والا
کب سے دل ہیل دلماںگ رہا ہے

ہر قضاۓ سے سکھی ان کی قضاۓ دستو
ان کی حضرت کے سوا کیا اور حضرت چاہیے

اُس کی آنکھوں کے نعمتی جس نے کیا ہے انہیں
بمحکمہ کو ان کے چاہنے والوں کی چاہت چاہیے

ہومرا کردار پرلو سیرت سے کارہ کا چاہیے
جو پسند آجائے ان کو ایسی صورت چاہیے

دیکھ لیتا آپ کے قدموں میں ہوں گی منزیلی
شرط ہے اپنے بزرگوں سے عقیدت چاہیے

نامہِ اعمال پر حامد بھروسے مت کرو
منفعت کے داسٹے ان کی شفاعت چاہیے

جو بھی دیکھے کہ اُٹھے یہ ہے غلامِ صطفیٰ
دو جہاں میں بمحکمہ کو حامد ایسی شہرت چاہیے



بُرھتا ہوا اس دور ترقی کا انذھیرا
اُن کے رُخ اوز کی ضئیا مانگ رہا ہے

جنت ہمیں درکار ہے صدقے میں نھیں
ناہد تو عبادت کا صدمہ مانگ رہا ہے

بر سے گانڈیکوں اپر ہم لٹ کے خالد
سرکار سے ہر شاہ دلگا مانگ رہا ہے



حضرت جو مرے دل کی ہے یارب وہ برآئے
مجھ کو مرے سرکار کا روضہ نظر آئے

کب یہیں گی بلا یس در دلالی ، زگایں
کیا جائیے کب میری دفا میں اڑ آئے

دیدِ رُخ سے کارڈ مجھے بھی ہو یہ سر
میری شب بھراں کی بھی اک دن بھر آئے

ہم اب بی دفاعت میں اُسی راہ سے گزرے
جس راہ میں ذرتے نہیں شش و قمر آئے

مجھ کو بھی کسی روز ملے ، اذانِ حضوری
یوں بھی ہو ، مرے نخل دفایں شر آئے



ہم کہاں جوئیں افہار پر شرائے ہیں
حق کے اخانے سردار بھی دُبڑائے ہیں

حضرت دید کا عالم کوئی اُن سے پوچھئے
جو دیلِ نبوی دیکھ کے لوٹ آئے ہیں

میرے آقانے رنات کا بھرم لکھا ہے
اب بھی بوگڑ و عمر آپ کے ہم سائے ہیں

دہ مرے کام نہ آئی بھی، ملکن ہی نہیں
میرے سرکار تو غیر دل کے بھی کام کئے ہیں

قائدِ زیست کا بھٹکا ہتا، بھٹکتا رہتا
آپ کے نقش قدم راہ پر لے آئے ہیں

جس سے شبِ تاریک میں ہوتے ہیں جاگے
وہ چاند کسی دن مرے آئیں اُزرا کے

گل بائے تمنا سے سجا لوں گا در دبام
تمت سے کبھی آپ اگر میرے گھر آئے

ملگتوں کا تو کیا ذکر، شہنشاہ بھی حادہ
سرکار کی خدمت میں جھکا کر ہی سرکے



یا نبی کہ کے پکارے ہے جہاں شکل میں
میرے آقا دیں از راء کرم آئے ہیں

لہے افسوس نہامت نہیں مجھ کو، لیکن
میرے آقا مرے اعمال پر شرائے ہیں

اُن کی عظمت کو جملہ فرش نہیں کیا جائیں
عش سے اُن کو درود اور سلام آئے ہیں

(سی) بخشش کی منات ہے ہی لے حاصل
امتنی احمد محنت اکے کہہ گلا ائے ہیں



تم سماں حسیں ہے، نہ کوئی تم سماں حسیں ہو
تم نورِ خدا، نورِ ازل، نورِ جسیں ہو

جودل سے غلام آپ کا اے سر دُردیں ہو
غم ہائے زمانے سے وہ کیا چیں ہو جیسیں ہو

وہ کون ہے جس کے لئے کوئی نہیں ہتے ہیں
سر کار تھیں ہو مرے سر کار تھیں ہو

تاریکیٰ ہر دم ڈگاں تم نے مٹا دی
سر جیسے عرفان بھی ہو تم جیسے یقیں ہو

جو ددروں کھتا ہے، بہت ددروں سے
جو پاس کھتا ہے تھیں، اُس کے قریب ہو



خواہش ہے حکومت کی اگر تجوہ کو جہاں میں
پہنچے یہ ضروری ہے عسلام شہزادیں ہو

ہرست نظر آئیں گے سرکاری کے جلوے
قصت سے میسر ہو ہمیں چشم نہیں ہو

محبوب ہوں، لے کس ہوں ہبہ انہیں کوئی
بس ایک نظر گزندگی خدا کے لکھ ہو

سرکار اب آئے، مرے سرکار اب آئے
بیتاب نہ اتنی تو مری جان حزین ہو

سرکار اب آئے شافعِ محشر ہیں تو حامد
پھر کیوں نہ مجھے اپنی شفاعت کا یقین ہو



نی گل افت سے ہو جو خالی وہ موت ہے زندگی نہیں ہے
خوشی نہ ہو سیں میں اُن کی شامل وہ غیر ہے خوشی نہیں ہے

نی تو ہونے کو میں پڑا دل مگر مثال آپ کی نہیں ہے
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے قسم خدا کی کوئی نہیں ہے

نی کی پھٹک کرم سلامت، کی کسی بات کی نہیں ہے
کی ہے خود میرے مالکے میں کرم میں اُن کے کوئی نہیں ہے

گھٹائیں رحمت کی بن کے چھاتا گناہ گاروں کو بخششاہ
نی کے فضل و کرم کے آگے یہ بات کوئی بڑی نہیں ہے

فعیحِ خوش، چشم کوڑا قلب میں کس کے لقب تمہارے
بوجنخواں گاہش کے دن بجز تمہارے کوئی نہیں ہے

تمہارے جلووں کے پاس رہتا تو کیوں یہ حادث اُس رہتا
بمرند ہو جو تمہارے درپ وہ زندگی زندگی نہیں ہے



ابتدا آپ ہیں انتہا آپ ہیں
رجت حق کا اک سلسلہ آپ ہیں

جاتا ہوں ہمیں داراں کی
نہم داراں سے ما درا آپ ہیں

اور ہم کس کے دام میں جا گئیں
شانِ حشر روزِ جزا آپ ہیں

راہ سے ہم بھٹک جائیں ملن نہیں
راہ پر آپ ہیں رہ نہ آپ ہیں

خون طوفان کا حادیہ کو پوک لئے
اس کی نشی کے جب نافذ آپ ہیں

○

۱۲۸



آؤ گوں در پھلو، چل کے صدایتیہ ہیں
بھیک کے ساتھ جو ملتا کو دعا دیتے ہیں

ہم نے دیکھے ہیں یہ کشش کے نزلے انداز
بھیک شاپوں کو ترے در کے لگا دیتے ہیں

پوچتا ہے جو کوئی در و محبت کا علان
لاستہ ہم برے کوچے کا بسادیتے ہیں

ما و طیبہ کی چک کا تو ٹھکانہ کیا ہے
فاکِ طیبہ کے توڑتے بھی خیادیتے ہیں

بس دی منزلِ مقصود کا پانے ہیں بہے
خود کو جو راہِ محبت میں بسادیتے ہیں

۱۲۹



یہ مکان آپ کا، لامکان آپ کا
ہے نقابِ رحمتِ دو جہاں آپ کا
حن یہ ہے حن کو پہچان سکتے نہیں
واسطہ اگر نہ ہو درمیان آپ کا
ہم بھی سمجھیں کہ ہم کو نکلا ہیں ملیں
ہو جو کچیں نظر آستاں آپ کا
منزیل خود سمجھ کر دیں آگئیں
لے بنا م ہم نے جہاں آپ کا
حشر کی دھوپ کا ہم کو کھٹکا نہیں
سایہ انہیں ہے دامن وہاں آپ کا

اہلِ حق کے لئے منزلِ کوئی دشوار نہیں
یہ بتے آپ کے نفسِ کتب پادتے ہیں

بندہ دل کی قسم، سوزِ دلا سے احمد
یا خدا دیتا ہے یا شیر غراء ہیں

دیکھ کر انہی اداویں کو یہ معلوم ہوا
لوگ یہوں عبد کو معبد بنادیتے ہیں

شہپرِ حضرت جبریل ایں اے حامد
قوتِ بازو دے حیدر کا پستہ دیتے ہیں

ہم تو پھر ان کے ہیں کیا ذکر ہمارا حامد
وہ تو نیروں کی بھی بڑگی کو ہنا لیتے ہیں



مجھ کو داہتی^۱ اک زانے سے ہے
میں تو پن سے ہول نوت خواں آپ کا

ہمرا مناہن ہے محشر کے بازار میں
آصر، شان، عاصیاں آپ کا

ایک ہم ہی نہیں حضرت خنزیر جی
بوجھتے پھر ہے یہ نشاں آپ کا

کاش اک دن مدینے کی گلیوں میں ہو
نہ زن حامد مرح خواں آپ کا

ہم اپنے جنہ کامل سے اتنا کام لیتے ہیں
تصور میں درادس کی جالی تھام لیتے ہیں

جنھوں نے چاند کے ٹکڑے کے سورج کو لو نیا
سنھل لے گردش دراں تم ان کا نام لیتے ہیں

چہاں بھی ڈلکھاتے ہیں قدم راہِ محبت میں
سنھل کے لئے ہم ان کا دام تھام لیتے ہیں

حریم ناز میں یار کسے ہے بات کرنے کا
بہاں اگر نگاہوں سے زبان کا کام لیتے ہیں

سر محشر کوئی دیکھے کاںِ شنگی حامد
لبِ کوثر خداون کے باقی سے ہم جام لیتے ہیں



درگارے سلیقہ انہیں اکارزو
رکھیں گے لاج وہ نگہ شیرمارکی

حکم ہوں زیر تایید ایمان اب بیٹھ
کیا فکر مجھ کو گردش سلسلہ ہندوکی



رکھتا ہوں آس رحمت پرور دگار کی
ہو گی سحر ضرور خوب انتظار کی

حد ہی نہیں ہے رحمت پرور دگار کی
برائے گی امید ہر امید دار کی

عمر ان کا کیا ملا مجھے دونوں جہاں ملے
خاجت مجھے نہیں ہے کسی عمر گنوار کی

اڑ کر مدینے جاؤں نہ آنے کے داسٹے
اے کاش ہو یہ بات مرے اختیار کی



محدث سزا کے احمد مختار ہو گئے
نعتی خدا کے ہم بھی سزا دار ہو گئے

اشعار جو کہے ڈر شہزاد ہو گئے
ہم نعت کے طفیل میں فن کا رہ ہو گئے

لبکشا ہوئے ہیں شناور بہانے سے
گویا مری تجات کے آثار ہو گئے

اُں کی مسترتوں کا ڈھکا نہ پوچھئے
جو خوش نصیب حاضر دبار ہو گئے

دل میں ہمایے خون قیامت نہیں رہا
ہم تو غلام احمد مختار ہو گئے

دنیا میں بے کسوں کا سہلا بنے حضور
عین میں ناصیوں کے طفوار ہو گئے

یہ بار بار جانے کی حست لئے بنتے
جو ایک بار حاضر دبار ہو گئے

دشتی رہی تو ملیں سفر فرازیاں
ذامن بی کا چھوڑ دیا خوار ہو گئے

اُں کی نگاہ لطف کا اعجاز دیکھئے
جو بے عمل تھے صاحبِ کردار ہو گئے

جن سے ڈھی ہوئی تھی جہات کی تیرگی
دھرمتوں میں زور کے مینار ہو گئے

فاروق پر یہ رحمت باری تو دیکھئے
سوئے ہوئے نصیب تھے بیدار ہو گئے

اکے تھے جان لینے کو سرکار کی مگر
خود ان پر جان دینے کو تیار ہو گئے

اسلام کو حمایت نہ اڑوں مل گئی
حربے تمام کفر کے بیکار ہو گئے

حلقہ بگوش ہوتے ہی دنیا بدل گئی
سرکار کے غلام بھلی سرکار ہو گئی

حَمَدٌ لِّلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مُصَفَّفٌ
کوثر پر خام پیٹنے کے حصے ہو گئے

حَمَدٌ لِّلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
اُن کا کرم ہوا تو یہ اشعار ہو گئے



جب تھوڑ کریں دوہیں ہمارے سامنے
بھر غم میں آگے لاکھوں کنارے سامنے

جب ہمارا ہی رتھا کوئی ہمارے سامنے
اُن کی رحمت آگئی لے کر ہمارے سامنے

اُن کے دربارے کرم کا جو شنیکا جا یئے
جب بھی آتا ہے کوئی دامن پا رے سامنے

سہل ہو ہر مرٹل پر راہ دشوار ہیتا
ہو اگرستیر کا آئینہ ہمارے سامنے

اٹک کر دیں گے بیانِ فرقت کی ساری داتاں
رکھ دئے ہیں ہم نے اٹکوں کے تارے سامنے

اُن کی سیتِ اور صورت کا تصویر جب کیا
اک گلہ عالمدہاں قرآن کے پارے سامنے



شرم آتی ہے کہ کیا ہو گا سر روز بڑا
میرے جیلِ عمال آئیں گے تھا رے سامنے

جان دینا کس قدر کسان ہو جائے حضور
آپ آجائیں جو مرتے دم ہائے سامنے

ہم سے پوچھو ہم بتائیں مسلکِ اہل دنا
شیرِ صدیں اُبھرے ہارے سامنے

ہم پر بھی جیشم کرم اے رحمۃ اللہ عالیٰ
سر جھکائے ہم بھی ہیں دم پارے سامنے

کہہ ناؤں گا غم فرقت کی ساری داتاں
خوبیِ قصت جو پہنچائے تھا رے سامنے

ایسا مستغنىٰ کیا اُن کی گلائی نے ہمیں
دولت کو نہیں ہے زندہ ہائے سامنے



جس بھائی بھی ہو درد کی دولت خرید لو
باناۓ عشق میں غم سود دزیں نہیں

جس رنگ میں ہو جلوہ جان عزیز ہے
حُسن نظر رہیں بہار دخان نہیں

حَمَدْ غلام سرور کون و مکان پریں
اُن کا لام ک مجھ کو غم دو جہاں نہیں

حَمَدْ کھلاتے جائیے نبی کے پھول
خون خداں ہجس میں رہ گلتاں نہیں



سرکار آپ جیسا کوئی مہرباں نہیں
سایہ نگن دباں یہ جیاں تباہاں نہیں

ٹوٹے ہوئے دلوں میں مسکن حضور کا
ہم دعویٰ ہتھیں اُن کو جیاں دہ دباں نہیں

قامت کی خوبیاں تو نگاہ کرم میں ہیں
وہ مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

میری چین کا ہزار نہ ہونا سب ایک ہے
اس کے نصیب میں جو تراکشاں نہیں

ہون زندگی کی موت، الحد ہو کر حشر ہو
سرکار مجھ کو داستم سے کہاں نہیں



چشم کرم کو آپ کی عنصیر خوار دیکھ کر
عنم کو گلے لالا یا ہم نے خوشی کے ساتھ

سائیں رہے گا قیامت کی دھپ میں
(ابر) گرم حضور کا ہر امتی کے ساتھ

دُنون جہاں میں کوئی ٹھکانہ نہیں
دہ پھیر لیں نگاہ الگ بے رُخی کے ساتھ

دشوار تھے جو مرحلے آسان ہو گئے
دیکھا تھا اک نظر انہیں بے چاری کے ساتھ

ابر کرم نے سارے گناہوں کو دھو دیا
آنہوڑا بہاۓ تھے شرمندی کے ساتھ

ہجرت کی شب رسول کا بستر فین ہے
امد رے یہ ربط بنی کو علیؑ کے ساتھ

انہا کا کرم شریک ربانیؑ کے ساتھ
غُربت میں کٹ گئی بڑی آسودگی کے ساتھ

کوئی بُکی کے ساتھ ہے کوئی بُکی کے ساتھ
ہوں کتنا خوش نصیب کریں ہوں بُجی کے ساتھ

فرزانگی کا اس سے بلا کیا ثبوت ہے؟
ذام نبیؑ کا تحام لے دیا ہو گئے ساتھ

اکتے ہی اب پ مشکلیں آسان ہو گئیں
نہ صورت یہ صفت ہے ترے نام ہی کے ناتھ

تماجِ اہل بہت ہوں، حادہ ہے میرا نام
اللہ! میرا حشر ہو آں نبی کے ساتھ



قصے چھپڑدُ اُنُ کی گئی کے
کچھ تو تخلیق ارماں جی کے

جس کو اُنُ سے بھیک ملی ہو
وہ کیوں جائے درپیکی کے

مشکل کو آسانی بخشی
صدتے جاؤں نام نبی کے

ہوتے ہیں صدمہ، مرتے غم کا
لنجوں ملنے ہیں خوشی کے

مرنے کو آسان بنائے
اے دل اُن کی یاد میں جی کے

حشر میں پی کر بادہ کوڑا پڑا
بدلے یہ گئے تشنہ بی کے

نعت نبی نکھت اہون حادہ
حُبِّ علیؑ کے جام کوپی کے



اسے کاش چشم شوق کو ایسا دکھانی دے
اُسکے نظر تو شہرِ مدرسہ دکھانی دے

سارے چہار کے اچھوں سے اچھا کھانی دے
اُن کے سوائے کوئی نہ ایسا دکھانی دے

اسے چشم شوق اُس کی بگا ہوں کوچ منا
جب کوئی اُن کو دیکھنے والا دکھانی دے

ایسا لگ ہے عر کا پیٹا شہر گیا
انڈا ب تو گنبد خدا دکھائی دے

حَمَدَ كَرَے نَدِيدَهُ دَلِيْكَسَى فَرَشِ رَاهُ
جَبْ كُونَ اُنْ كَا چَانَسَنَهُ وَالادَّكَهَانَ دَهُ



میرے رسول پاٹ کی عظمت کے سامنے
آئے اگر پھر تو ذرہ دکھائی دے

فَرَشِ زَمِنِ نَدِعُوشِ بَرِسِ پَرْسَهُ مَخْضَرُ
هَرَچَزِ پَرْ حَضُورُ كَأَقْبَضَهُ دَكَهَانَ دَهُ

ہے اُس میں اُن کے جلوؤں کی انتی بسی ہوئی
دل بھی جرین شہر تمنا دکھائی دے

سَارِيْ نَفَنَ دَهُ هُوْگَا قِيَامَتُ كَدَهُوپَيْسَ
كَسَى بَهَانَ حَضُورُ كَاسَى دَكَهَانَ دَهُ

پاؤں پناہ دامِ رحمت پناہ میں
جب حشر میں نہ کوئی شناسا دکھائی دے

ہوجس کے دل میں شیخ محبت جلی ہوئی
اُس کی لی میں کیوں نہ اجلال دکھائی دے

میخانہ وحدت کے ہیں میخوار نزالے
سرشار تو رہتے ہیں ، بہکتا نہیں کوئی

جلانہ ہو جو آپ کے کوچے کی طرف سے
جنت کے لئے ایسا تو رستہ نہیں کوئی

کیا مل گئی اس کو دردلا کی گدنی^۱
حتم کی نگاہوں میں سماںتا نہیں کوئی



ثانی مرے سرکار کا دیکھا نہیں کوئی
یہ نورِ خدا ، نور کا سایا نہیں کوئی

ایمان کی کہتا ہوں میں ، ایمان یہی ہے
اند کے بعد آپ سے اچھا نہیں کوئی

بخشش میں عنایت میں نوازش میں کرم میں
چیزے مرے سرکار میں دیا نہیں کوئی

دشمن کو گلے چیزے لگایا ہے نبی نے
اپنی کو بھی سینے سے لگاتا نہیں کوئی

میرا سر نیاز ہو، آپ کا پائے ناز ہو
حاصل صد حیات ہے، ختم جو یون ہو زندگی

جب سے ہوا ترا گدا، مجھ کو ملایہ مرتبہ
چتا نہیں نگاہ میں دبپر سکنری

نعت لکھی رسولؐ کی سوز دردن کے نیفے سے
حامی بے زبان کہاں ٹھڈی سخن ڈری



سر در انہیا ہو تم، تم سے سوانہیں کوئی
اے کہ بھاری ذات پر خستم ہوئی ہی بیری

باعثِ کن نکان بھی ہو، شانِ ماصیاں کی ہو
کوئی ہیں بتا لے تو، ایسا ہوا کوئی نبی؟

اُنؐ کے ہی رُخ کی تابشیں جلدہ مہر ماہ میں
پھیل گئی جہاں میں اُنؐ کے ہی رُخ کی روشنی

آپ کا میں غلام ہوں مجھ کو عمر حساب کیا
شان حال ہے مرے آپ کی بہتہ پوری

غلق میں بچھو سے محترم کوئی نہیں شہر اُمؐ
گوہر معدن کرم تیر خدا ہے جو ہری

اپنے کی ذات وہ ذات ہے
جس کی خاطر دو عالم بنے

اپنی قسمت پر نازار یہی ہم
اُن کی امت میں پیدا ہوئے

سب خدائی ہماری ہوئی
ایک ہم اُن کے کیا ہو گئے

نام لیوا اُنھیں کے تو یہ
جیسے کچھ یہیں بڑے یا بھلے

ہے لقب جن کا محبوب حن
اُن کا ثانی کھساں مل سکے

حق تعالیٰ نے دلوں جہاں
نور سے اُن کے پیدا کئے



جس کو جو کچھ ملا، جو ملے
سب ہے صدقے میں سرکاریکے

مرتبہ آپ کا یا نبی پر
ذہن انساں میں کیا آسکے

ما بیگنے؟ جب خدا نے کہا
ہم عسلمان اُن کو یاد آگئے

بہے گند گار حائد رتا
اپنے الطاف سے بخش رے



اُدن ہتی کالے کریں ایام
آج روح الامیں آگئے

آج کی رات وہ رات ہے
جس میں مطلوب و طالب ملے

مرتبے دہ ملے آپ کو
جو کسی کو نہیں مل سکے

شے جبات جو آج تک
آج کی رات سب اٹھ گئے

اکے عرش پریں پر وہ جب
شادی نے خوشی کے بنجے

کل رہوان کو حق نے دیا
آج گلزارِ جنت سے بے



اے دل جو خلام سث بولاک نہیں ہے
پچھے بھی ہو مگر صاحب ادراک نہیں ہے

دنیا میں ہزاروں ہی نبی آئے ہیں میکن
ان میں سے کوئی صاحب بولاک نہیں ہے

خشتا بر دد عالم یہیں مگر حال تو دیکھو
پیوند سے غالی کوئی پوشال نہیں ہے

ہے ننگ مجتہ بکنا ننگ مجتہ
جس کا بھی گریبان دنایا پاک نہیں ہے

سر کارڈینز کے فدائی ہیں جو حامد
انہاں حقیقت میں انھیں بال نہیں ہے

○
۱۴۱



پاس کے جلوے، دُور کے جلوے
ہیں تھائے ہی نور کے جلوے

چشم بینا اگر خدا بنخشد
ہر طرف یہی حضور کے جلوے

اُن کے کوچے کے ذرے ذرے میں
نظر آتے ہیں طور کے جلوے

نورِ احمدؐ ہے نورِ حقِ حامد
نور ہی نور، نور کے جلوے

○
۱۴۰



سردِ کوئین آتے ہیں صدارت کے لئے
مغل نت نبی میں سعادت بیٹھا کرو

میرے شوق دید کا عالم گاہول میں ہے
 حاجیو! جب گنہ خضری کا نظارا کرو

اُن کے الطافِ درم کا پرتفاصِ یو کم
اُن کے الطافِ درم کا ہر گھری چچا کرو

اک دن اُن کی رخت چشیں اس کھاکے کی
جھنطائیں ہوئی ہیں اُن پر شرمایا کرو

دیکھنے والے کی آنکھوں یہی بی یہ جنین
جس نے دیکھا ہے میرتم اسے دیکھا کرو

بعد میں کہو کہ ہیں سرکار طیب کے غلام
پہلے اے حامد شور ہندی پیدا کرو



میں نہیں کہتا کم ایسا کرو، دیسا کرو
اُن کی سیت اگرے ہے، آئندہ کیا کرو

بات توجہ بے کر ایسا راست پیدا کرو
وہ تھیں دیکھا کریں اور تم انھیں دیکھا کرو

اس طرح اپنی دعاؤں میں اثر پیدا کرو
واسطہ دے کر شکر کوئین کا مانگا کرو

کھی بھی رسم و فنا، یہ رسم پھر زندہ کرو
نقید جاں دیکھ متاعِ عشق کا سودا کرو

ہر فس تخفہ درودوں کے انھیں بھیجا کرو
سُن کے بِ مصطفیٰ ایمان کو تازہ کرو



روشن ہے داغناۓ غم مھٹنے سے دل
میری شبِ الٰم کو تارے نصیب ہیں

دیدارِ حن کا، آرند پسخیر دل کی بھی
ہم اُن کے اُمّتی، یہ ہمارے نصیب ہیں

اجیر میں کبھی، کبھی کلیر میں دی صدا
حَلَّمَ کو کیسے کیسے ہمارے نصیب ہیں



طیب میں حاجپون کو نظارے نصیب ہیں
اک ہم نہ جاسکے یہ ہمارے نصیب ہیں

ہیں کشی خیات کے سر کاڑ نا خدا
طوفان میں بھی ہم کو کلناے نصیب ہیں

چشم کرم جگائے تو جاگیں گے لے حضور
سوئے ہوئے درگز ہمارے نصیب ہیں

اُن بے کسوں کی خوبی تھمت میں شکنیں
جن بے کسوں کو اُن مے ہمارے نصیب ہیں



اُس شیخِ رسالت کے پرداز نے ہزاروں ہیں
اک ہم، ہی نہیں اُن کے دیوانے ہزاروں ہیں

تلخین دو عالم ہے صدقہ مرے آقا کا
بس ایک حقیقت ہے افسانے ہزاروں ہیں

یعنی دو دنوت ہے، ہر اک کو نہیں ملتی
دیوانے بہت لمبیں، فرزانے ہزاروں ہیں

ہم کس سے کہیں آتا! جو دل پر گذرتی ہے
اپنا نہیں کوئی بھی، بیگانے ہزاروں ہیں

اجیر میں، کلیر میں، بنداو میں، دلمی میں
حامد مرے ساقی کے بیخانے ہزاروں ہیں

○



اُن سے میں اُن کے دُلاروں کا اُتارا مانگوں
آج سے کارے سے حسین شاہ کا مدد مانگوں

میں تھی دست ہوں دامن میں مرے کچھ بھی نہیں
شرم آتی ہے کہ سرکار سے کیا کیا مانگوں

پہلے آجائے تو نے عشق میں جینے کا شور
پھر تو نے نام پر مرنے کا سلیقہ مانگوں

چاہوں گر کچھ تو نہ چاہوں توی چاہت کے سوا
مانگنا ہو تو توی زلف کا سودا مانگوں

میری دیوانگی شوق کو کیا جانو!
میں تو جت میں بھی سحرائے مدینہ مانگوں

دور کرنے کے لئے قبر کی تاریکی کو
روئے سرکار دو عالم سے اجلا مانگوں

روسیا ہی کو چھپانے کے لئے اے حامد
حشر میں دامن سرکار کا پردا مانگوں

○

ہم سے پوچھو بارغ جنت کیسا لگتا ہے
ہم کو توطیبہ کی گلی کافی نفثا لگتا ہے

اُن کے نام پر مرنے والا زندوں سے بہتر
اُن کی غلامی کرنے والا آقا لگتا ہے

اُن کے چین کے کانٹے بھی ہیں بکھولوں اے انفل
اُن کی گلی کا ہر رک ذرہ تارا لگتا ہے

جس کو اُن کے ذر کی گلائی باخچہ آجائی ہے
وہ منگنا، منگنا نہیں لگتا، داتا لگتا ہے

باغِ بیوں کے بچوں کی خوبصورتی کے
گلشنِ ایمان جن سے مہماں لگتا ہے



جب اپنا گناہوں سے بُرا مال لگے ہے
سرکار کا دامان کرم ڈھال لگے ہے

دولت نہ یسترس ہو اگر عشقِ بیوں کی
قاروں بھی اگبے تو وہ کھال لگے ہے

جو مترفتِ عظمت سرکار نہیں ہے
اُس آئینتے دل میں ہیں بال لگے ہے

دیکھا ہے ستارے یہ مری راہ گز میں
جاوں گا مددیے کوئیں اس سال لگے ہے

میری قسمت بھی چکا دے اے طبیر کے چاند
میری دنیا میں ہر سو اندھیا را لگتا ہے

جان کے بدے میں اے حامد دولت ایمان لو
إن دامون یہ مہماں سدا مستا لگتا ہے



مُت ہوئی گزرے تھے رہ کاہ کشاں سے
یہ راہ توکب کی ہمیں پال لے گے ہے

سرکار کے مانش کی بیس پہچان بتاؤں
جو حال ہو اُس حال میں خشمائی لے گے ہے

ہم ج کی حقیقت کو سمجھتے ہیں یہ حادث
عُثّاق کا مسئلہ ہے جو ہر سال لے گے ہے



فردوس بریں مانا کہ فردوس بریں ہے
لیکن ترٹے کوچے کے برابر تو نہیں ہے

کیا میرے تقویر کی یہ صورت ہی نہیں ہے ؟
سکب دی سرکار ہے اور میری حبیں ہے

یہ دلکشی بزمِ جہاں یوں ہی نہیں ہے
حسن رُخ سرکار کا اک علیحدہ ہے

جنت کا مجھ کوئی تصور ہی نہیں ہے
میرے لئے جو کچھ ہے مدینے کی زمیں ہے

جرم صحیفِ عارض کا تصور ہے تلاوت
دھم صحیف عارض ہے کوئی کرن ہمیں ہے



ڈائیس کی تفسیر نہ راجح سے بھی سنئے
ڈائیس تو سرکار دو عالم کی جیسے ہے

انہ نے محبوب اُسے اپنا بنایا
وہ اناجیں، اناجیں، اناجیں ہے

لائے کامبی رنگ مراسو ز درون بھی
جاں کامبی میں بھی مدینے کو، بقیے ہے

سرکار دو عالم کی عسلائی ہے میر
دنیا بھی جیسے ہے مری عقلی بھی جیسے ہے

مراح شر دیں ہوں مر نام ہے حامد
محشریں بھی اپنی شفاعت کا نقش ہے



اے گہرے گارو کرو احمد مختار کی بات
در دعیان کی دوا ہے مرے سرکار کی بات

آپ کی شان کری پہ بخود سہے بجھے
آپ رکھ لیں گے قیامت میں گہرے گار کی بات

ذکر سے روئے مبارک کے ٹھاں پھیلے
اب رچلایا جو چھٹی از لعث طرح دار کی بات

پھول ہی پھول یہی کامن کا ہیں نام نہیں
ہے دو عالم میں اونکی ترے گزار کی بات

بزم، ایمان کی خوشی سے ہمک اُنھی تھی ہے
جب ہوا رتی ہے سرکار کے گزار کی بات

ذکر صدیقؒ بھی لازم ہے دہان لے حاصل
جب کریں آپ کہیں احمد مختارؒ کی بات

شب بہرہت وہ رفیق شری ابراہیمؒ کی بات
ہم کو قرآن سے سند بن کے ملی غاریکی بات

یہ زمان نہیں بھولا سے، نہیں بھولے گا
تیرے ایشارے نقشہ، ترے کردار کی بات

گھر میں جو کچھ تھا کیا دین پر آقاؒ کے نثار
ساری دنیا سے الگ ہے ترے ایشارے کی بات

بعدِ حلت بھی میسر ہے نبیؐ کی تربت
ہاں مجتات سے کہتے ہیں یہ پیدا کی بات

میرا مسک تو حقیقت میں بھی ہے حاصل
پہلے حنفی پھر شری دینؒ اور پھر ان جاڑی کی بات



منظور ہیئے کے جو دیکھ آئے
یہ آنکھوں لی آنکھوں کے قربان جائے

دہ شہر ہیست وہ مسکن بھی کا
خدا دنہ عالم بھی کو دھکائے

چہاں کی فناشیں میں جنت بدھاں
جہاں ہرششاہ سر کو جھکائے

دہ بابِ مدینہ دہ روضہ بھی کا
نگاہوں کامیری بھی رتبہ بڑھائے

کہیں سب مدینے کو جاتا ہے حاصل
مری زندگی میں دہ دن کا شک



رہ نور داہ اُفت راہ پر آنے لگے
ٹھوکریں کھا کر سنبھل جانے کا موسم آیا

رند خوش اطوار کی سرستیاں بڑھتے ہیں
بادہ عنان کو چھڈ کانے کا موسم آیا

اب کے بھی حادہ ہیں آقانے بلوایا نہیں
پھر ہمارے اشک بر سانے کا موسم آیا



حضرت دارماں کے برآنے کا موسم آیا
پھر حرم کو قانے جانے کا موسم آیا

بارگاہ شاہ دیس میں جانے والوں کے لئے
اپنی خوش بختی پر اتنا نے کا موسم آیا

کوچ جاناں کی جانب پھر قدم اُٹھنے لگے
نئے بیک پھر گانے کا موسم آیا

اب ادب ملحوظ رکھنا ہے دل پر شوق کو
لگیوئے برہم کو سمجھانے کا موسم آیا



دیوار کی پیاسی ہی رہیں میری نگاہ ہیں
برسا نہیں وہ ابڑکم اب کے برس بھی

وہ چلدے ہیں جن پر نگہ لطف دکرم تھی
ہم رہ گئے اے شاہِ اُم اب کے برس بھی

حامد تھی کی جذبہ دل میں ہی لیقٹن
ہم جان سکے سوئے حرم اب کے برس بھی



ہم پر نہ کھلا بابِ کرم اب کے برس بھی
سرکار میں حاضر نہیں ہم اب کے برس بھی

اس بار بھی موئی ہوئی قفت دیر نہ جائی
اُٹھے نہیں طیبہ کو قدم اب کے برس بھی

راتوں کی دعائیں بھی مرے کام نہ آئی
جاتا رہا اشکوں کا بھرم اب کے برس بھی

اس بار بھی سرکار کو ہم یاد نہ آئے
ناکام تھتا رہے ہم اب کے برس بھی

میرے دل پر شوق کے اربان نہیں مخل
چوئے نہیں وہ نقش قدم اب کے برس بھی



سرکار سے ہم اپنی غلامی کی سند لیں
اؤ کریں تجیب و فاعید کا دن ہے

آقا کی سلامی کے لئے کیوں نکھڑے ہوں
ہم کیوں نہ پڑھیں ملی علی عید کا دن ہے

پھیلائے ہوئے دامن دل آئے یہی بھی
صدۃ ہو نواسوں کا عطا عید کا دن ہے

عیدی میں ندا بخشنے گا پروانہ جنت
حالم کے لئے روزِ جزا عید کا دن ہے



ہے جوش پر دریائے عطا عید کا دن ہے
ہو جائیے مصروفِ دعا عید کا دن ہے

انعام خدا کا ہے یہ انعام ندا کا
رمضان کی عبادت کا صلاعید کا دن ہے

ایمان کی دولت سے نوازا ہے خدا نے
شکر اُس کا کئے جائیں ادعید کا دن ہے

انہ مسلمان کو مسلمان بنادے
اؤ کریں ہم مل کے دعا عید کا دن ہے

ہو پھر سے سرافرازی عنایت ہمیں مولا
ادبار سے، ذریت سے پچا عید کا دن ہے



سیدنا حضرت صدیق اکبرؑ

✿

صدیقؑ کر ہیں مطلع دیوان خلافت
سلطان خلافت ہیں نہیں جان خلافت
بکشاہے شرف ان کو امامت کا بھی منے
ملتا ہے ہیں سے اخیں فرمان خلافت

○

۱۸۵

گوشہ منقبت

۱۸۳



سیدنا حفظہ عثمان غنیؓ



حَمَدٌ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَ
مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
إِنَّمَا يَرَهُ الْعَزِيزُ
مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
إِنَّمَا يَرَهُ الْعَزِيزُ



۱۸۴



سیدنا حفظہ عمر فاروقؓ



میراں عمل میں لوگ آئیں تو ہمی
ثانی کوئی فارادیٰ کا لائیں تو ہمی
جو کچھ بھی کیا ہے دین کی خدمت کیلئے
تاریخ کے صفحوں سے مٹائیں تو ہمی



۱۸۵



اہل بیت اہمارہ

*:

نبیؐ کی آن سے دا بستیؐ
و ان کے یہ کسی مشکل سے گھر لایا نہیں کرتے
خزاں اور گلشن زہرا، ارسے توہہ، معاذ اللہ
ہیاں جو بچل سلختے یہی دہ مر جھیا نہیں کرتے

*:

جوتم کو پہچان گئے ہیں
صدقے اور قربان گئے ہیں
نادانوں کی بات الگ ہے
جاننے والے جان گئے ہیں

189



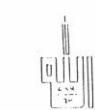
سیدنا حضرت علیؓ کرم امداد علی چہرہ

*:

علیؓ کی ذات اقدس پر خلافت ناز کرتی ہے
یہ یہ شیخ خدا، ان پر شیعات ناز کرتی ہے
شب، بحرت ہوا انہلداران سے جس محبت کا
محبت کی قسم، اُس پر محبت ناز کرتی ہے

○

188



سیدہ زینب

۴۶

اور کیا عرض کر دل اپ سے کیا ہے زینب
یہ سمجھے لبِ حیث در کی صد را ہے زینب

ہر جفا سہب کے بھی مھر دت دعا ہے زینب
بکلا حرم اسے اب خدا ہے زینب

اچ بھی جن سے ہے کاشانہ ایاں روشن
ایسے پُور چڑا عزیز کی ضیا ہے زینب

قائلہ زینت کا بھلکے گانہ اب راہوں میں
رہ نمای کے لئے ماہ نما ہے زینب

ام کو تاریخ کے ادراق پستہ دیتے ہیں
فارغِ معکوم کہ کرب دبلا ہے زینب

○

۱۹۱



سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا

۴۷

جنابِ ناطقؐ بن کا القلب خاؤن جنت ہے
انھیں کی ذات و مہر راحتِ تلبی برامت ہے

انھیں کے عمل ہیں جن سے شہادت نے شرن پایا
بہارِ باغِ دینِ مصطفیٰ ان کی بدلت ہے

میں اس نسبت پر نازل ہوں کہ ان کا نام لیواہ بن
بھجے دوزخ کا کیا کھلکھل کرے حصے میں جنت ہے

تیامت کا مجھے کیا ڈر، مگر غفرنے تو اس کا ہے
انھیں یا اُنہوں دکھائیں گا، وہ صورت ہے صیرت ہے

پڑھے شکلِ تھامہ کیوں نہیں ان کی طرف کھیوں
بھجے مسلم بے مشکل کُشانی ان کی عادت ہے

○

۱۹۰



سلام در مقبت سیدنا حضرت حسینؑ

✽

حسین ابن علیؑ شاد کر بلاؤ کو سلام
بہار باغ نبیؑ، جان فاطمہؓ کو سلام

شہید راہ دنا تیری ہر ادا کو سلام
جفا کے بدلے عادی تری دعا کو سلام

چراغِ حسین نے جلاں لے جو سے راہیں میں
زمانِ یکون مذکورے ایسے رہنما کو سلام

ریسا کے تبریں لخت جگر کو اے آقا!
تمھارے نہ سے پنجھی تھی اُس نما کو سلام

○

192



سلام در مقبت سیدنا حضرت حسینؑ

✽

بھائی پھٹو لے اور سر سے باپ کا سایا گیا
لب پر عابد کے مگر مشکر خدا پایا گیا

خون آنکھوں نے ہبایا، دل کے مڑے بوجے
قصۂ کرب و بلا جس وقت دُھرا یا گیا

وہ جفا تھی کون سی، جس میں کی رکھی گئی
ظلم ایسا کون ساختا جو ہنس دھالیا گیا

جس جواں بیٹے کے ہرے کی تقدیل میں تھی
وہ بھی بوڑھے باپ کے اہتوں سے دنایا گیا

193



سیدنا حضرت زین العابدین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مشیں بجھے جام جو کوڑ کا طلبہ ہے
یہ حضرت مختارؑ مدحت کا صلبہ ہے

یہ کون دمکان جس کی جہک سے ہیں بھر
گلزار امامت میں وہ گل آج کھلا ہے

یہ طبق یہ زنجیرِ مشیت تھی درست
پتھر بھی بغیر ان کے ہلاکے نہ ہلا ہے

یہ ان کی، ابیں کئی، ابیں کئی ہیں
جس کو جو طلبہ دہ اسی درستے طلبہ

شک اس میں نہیں یہ مرا ایمان ہے حامد
اس گھر کی دلائی خوشگذر کی دلا ہے

جن کے دادا ساتی کوثر میں اُس معصوم کو
تشذب رکھا گیا، پانی کو ترسایا گیا

اُنے تھبیر جن کی س�ان میں نازل ہوئی
اُن کو بے پرده بھرے دربار میں لایا گیا

ہم سے تو حامد الہا اُس در کا ہو جانے کے بعد
پھر کسی کے سامنے دامن شپھٹیلا گیا





سیدنا امام جہدی

* * *

حضرت دیدنگا ہوں میں بشارکتی ہے
ایک دن آئیں گے وہ، اس نگارکتی ہے

ہم بھکارتے ہیں، اکتے ہیں، بھی کہہ کر
اہل ایمان کی امتیہ بندھارکتی ہے

زوفیت بزم کو کچھ اور بڑھانے کے لئے
ایک تصویرِ مصوت نے بچا رکتی ہے

اپنے دل میں تری یادوں کو بینا کر مولیٰ
میں نے اک اور ہی کبھے کی بنا رکتی ہے

جانے کیوں بے کتاب تک تری تصویرِ جیل
پرداہ غیب میں قدرت نے چھپا رکتی ہے

میری دنبائیں انہیوں کا گذر کیا ہوگا
میں نے اک شیخ دنادل میں جلا رکتی ہے

اُن کی غائبیت میں گزارے کے ہمارے کے بطری
بزم دل اُن کے تھوڑے سچارکتی ہے

میں نے محشر میں شفاعت کیلئے اے حامد
الْغَنْتِ اُن نبی دل میں بسا رکتی ہے





سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نقشبندی

—

کون سمجھے، کون جانے عزد جاہ غوث پاں
یہ مدد انجم ہیں سب نذراًت راہ غوث پاں

شاہ جیلانی سے نسبت ہو تو پھر کیا چاہیے
ہے خدا اس کا کہے جس پر نگاہ غوث پاں

یوں کہو، اُس کو شفیع حشر کا سایہ ملا
جس کو مل جائے سرمودر پاہ غوث پاں

دل کی آنکھیں ہوں میر تو نظر آجائے گا
چشم ظاہر کیا دکھائے عزد جاہ غوث پاں

راہ حق سے دہ بھٹک جائے یہ ملکن ہی نہیں
جو شہر دین تک پہنچ جائے برآہ غوث پاں

میری آنکھوں کی تمنا بھی برآئے ایک دن
کاش یہ بھی دیکھ لیں آرام گاہ غوث پاں

قادری شریت پر اپنی فخری سے ہے حادث بھٹک
نانگرتا ہوں کہ ہوں زیر پناہ غوث پاں





مرشدی حضرت اسحاق سید قربان حسن شاہ مدینہ رحمۃ

✽

مر سکون سے دیوان
نزع کے وقت آپ آ جانا

بخششانے شفیع محدث سے
اپنے ہمراہ بھجو لے جانا

مجھ کو شبست ہے شاہ قربان سے
میرا ممکن نہیں بھٹک جانا

اُن کے دامن سے پر کے والستہ
ہوں غم دو جہاں سے بیگانہ

اس طرف بھی بھجاو لطف دکرم
لے کے کیا ہوں دل کا نذرانہ

مئے عرفان کا جام دے ساتی
رسے آباد تیرا مے خانہ

آپ کے در کا ہوں لگائیں بھی
مجھ پر بھی اک نظر کریمانہ

رونقیں میرے دل کی تم سے ہیں
تم نہیں ہوتے ہے یہ دیرانہ

محروم حُن کا نات ہیں ہم
ہم نے دیکھا ہے روئے جانہ

شاہ قربان کی یاد سے حامد
جس سے روشن ہے دل کا کاشانہ





مرشدی حضرت اکوچ سید قربان جس شاہ نبیان حنفی



اُن کے صدقے میں خوب ہوتی ہے
زندگی سے نبہا کیا کہنا

اُن کی خوشی کا کیا ٹھکانا ہے
بین گدا بادشاہ کیا کہنا

یاد سے جن کی زندگانی ہے
یاد اُن کی گناہ کیا کہنا

مجھ کو حامد ہوتا گئی حامد
اُن کی پہلی نگاہ کیا کہنا

حاجی قربان شاہ کیا کہنا
اے مرے نجی کلاہ کیا کہنا

آپ پر عز و جاه صدقے میں
آپ کا عزت د جاہ کیا کہنا

آپ شخون کے شیخ میں آتا
آپ شاہون کے شاہ کیا کہنا

آپ کے جانے کو دل نہیں کرتا
آپ کی بارگاہ کیا کہنا

ہاتھ پھیلے نہیں گوار کے
اے مرے بادشاہ کیا کہنا



گوشِ غزل

پُرسشِ عمر کی تھی حاجت، نہ سوالات کی تھی
خود سمجھتے کہ ضرورت ہیں کس بات کی تھی

اُپ کیوں عرضِ تمثیل کا بُرا مان گئے
ترجمانِ دل بے تاب کے جنبات کی تھی

ذکرِ پچھے اپ کے اُبھے ہوئے گیوس کا نہ تھا
بات تو میری پریشانی، حالات کی تھی

کون تھا جو تھی محفل میں نہیں تھا لے دوت
ہاں اگر کوئی کی تھی تو مری ذات کی تھی

میکدہ جس کے لئے خون کے آنسو گزیا
زندگی صرت اُسی رنگِ خرابات کی تھی

سب سے پہلے دہی مینڈھ موڑ گئے اے حامد
جن سے امید ہیں لطف دعنا یات کی تھی

○

۲۰۵

۲۰۶

اپ کے ناد اٹھانے میں مزا آتا ہے
اپ روٹیں تو منانے میں مزا آتا ہے

میں کسی سے نہیں کہتا ہوں فنا دل کا
اک فقط ان کو سنانے میں مزا آتا ہے

عقلتیں دیر و حرم کی مجھے تسلیم مگر
سرتے در پر جھکانے میں مزا آتا ہے

بس دی مزدیں مقصود پہنچیں گے جفین
اپنی ہستی کو مٹانے میں مزا آتا ہے

آگ جو دل میں محبت کی لگی ہے حامد
اُس کو اشکوں سے بچانے میں مزا آتا ہے

اُن کا انداز جو مائل بے عطا ہوتا ہے
درحقیقت وہ مرا حرمت دعا ہوتا ہے

شیخ ناجم اس امر دنما کیا جانے
کیا نہیں ہوتا رہ عشق میں کیا ہوتا ہے

چھپ نہیں سکتی شہیدوں کے لہو کی سُری
ہم کو معلوم ہے کیا رنگِ حنا ہوتا ہے

ہے مری چشمِ نتنا کی کوششِ سادی
حسن کا اُن کے ہر انداز جا ہوتا ہے

کوئی اُس قاندھا شوق کی قسمت دیکھ
لوٹنے والا جسے راہ نہ ہوتا ہے

دہ جا ہیں تو خوشی بھی زبان رکھتی ہے
درنے حاصلب انہار سے کیا ہوتا ہے

بھیک ملتی ہے جو حاصلب تربان سے مجھے
اُس سے میرا مرے لگر بھر کا بھلا ہتا ہے



جو کوئی کشته تسلیم درمنا ہوتا ہے
قبلہ و کعبہ اربابِ دنما ہوتا ہے
گُ بھلانی کی تمتا ہے بھلانی کیجئے
کہ بُجا جانے والے کا بُجا ہوتا ہے



پیر تو پیر ہیں، غیرہوں سے شکایت کی
صرف اپنی ہی سے اپنیں کا گلہ ہوتا ہے

زحمت پرسشِ علم اکپ گوارا نہ کریں
پرسشِ علم سے تو علم اور سوا ہوتا ہے

داغ بھروس جسے کبھی ہیں زمانے والے
زندگی بھر کی دناؤں کا صسلہ ہوتا ہے

عزم تعمیر گلتان تکھے اندھر کھے
آنہیاں لاکھ بھی آجایں تو کیا ہوتا ہے

ہر تصور ہے غلط ذاتِ الہی کے لئے
جو تصور میں نہ کسے دہ خدا ہوتا ہے

اُن سے کیا اُن کے تناول کی شکایت حامد
جو بھی ہوتا ہے مقدار کا لکھا ہوتا ہے

○
دوچڑکون قلب پریشان کب آئے گا
اسے درد یہ بستا تر درمان کب آئے گا

ہر اک سے پوچھتا ہے یہ سر نصب دل
جان جس کی منتظر ہے وہ جان کب آئے گا

کس دن دعائے نیم شبی رنگ لائے گی
پکھ تو بتا دہ اے شبِ بحران کب آئے گا

ہر ایک جس کو اپنا بمحکمے منظر
سب جس کے میزبان ہیں وہ جان کب آئے گا

سوئی پڑائی ہوئی یہی محبت کی مغلیں
دہ ساز دل پر ہونے غزل خون کب کے گا

حاد کوئی بتائے کہ دہ چودھیں کا چاند
کرنے حرم دل میں چنان کب آئے گا

○
ُنخیں خود اُن کی ادا بھاگئی تو کیا ہوگا
ُنخیں ہے بات اگر آگئی تو کیسا ہوگا

اکی سے رند ہیں میتا بدست اے ساتی
جو میکدے پر گھٹا چھاگئی تو کیسا ہوگا

غم جیت کو ڈھالا ہے تمنی میں
طبعیت اس سے بھی گھبرا گئی تو کیسا ہوگا

من ہے آج مجھے دیکھنے دہ آئیں گے
جو اُن سے پہلے قضا آگئی تو کیا ہوگا

ابھی تو حسرت پروان کا سہلا ہے
نفس اپنے کی جو راس آگئی تو کیا ہوگا

○

۲۱۳

۲۱۴

اپیل

تاریخ کرام سے انسان ہے کہ وہ والد محترم حضرت
رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَبَرَّهُ مُحَمَّدٌ بَنْجَامِنْ جَابِ
سردار احمد خاں صاحب اور سیکھ رکاوے عزیز دوست جاپ
الیاس پٹیل کے والد محترم جناب حاجی محمد کرام پٹیل اور والدہ محترم
بابی عائشہ صاحبہ حرمین کے نیلے خرمی دفاتر میں رکاوے
منفتر فراہیں کا انتقال اپنے صبیب پاں صلم کے طفیل انہیں
کی منفتر فراہیں اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ اکیں

طالبِ دعا :

حامد امروہی

ہماری طرح دفا کے تم بھی فریب کھاؤ تو ہم بھی جانیں
، ہجوم رنج و اُلم میں تم بھی جو سکراؤ تو ہم بھی جانیں

یہ کیا کہ تکلوں کو پھونک ڈالا نہ رای ان بجلیوں سے کہہ دو
جو عزم تعمیر آشیان ہے اُسے جلاو تو ہم بھی جانیں

یہ مانا خاموش ہو گئے ہو نظر سے روپوش ہو گئے ہو
مگر ہمارے خیال میں بھی کبھی نہ آؤ تو ہم بھی جانیں

پیامِ اُفت سنانے والو پیام سے کام کیسا چلے گا
جو شمع سیسوں میں بکھر چلی ہے اُسے جلاو تو ہم بھی جانیں

حیاتِ نامتبر ہے اتنی مسٹریں کس لئے ہیں حاصل
ماں ہتھی نظر میں رکھ کر جو سکراؤ تو ہم بھی جانیں